REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۳۵ — شمارہ ۴۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب ایڈیٹر:- بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۴ صفر ۱۴۰۷ ہجری — ۹ اخاء ۱۳۶۵ ہش — ۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ اخاء (اکتوبر)۔ ہفت روزہ النصر لندن کی اطلاع کے مطابق سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۸ ستمبر سے کینیڈا اور امریکہ کا دورہ فرما رہے ہیں۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بدستور کمزور چلی آرہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔ قارئین سے محترمہ سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

● — مقامی طور پر تمام درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

پارلیمنٹ کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں

پاکستان کی سیاسی جماعت این ڈی پی کے سربراہ ولی خان کا حقیقت افروز بیان اور اس پر علماء کا واویلا!

"این ڈی پی کے سربراہ ولی خان نے کہا ہے کہ ان کی جماعت اعلان کرتی ہے کہ پارلیمنٹ کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ وہ بلوچستان بار سے خطاب کرنے کے بعد سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ اس سلسلہ میں سوال بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر خالد ملک نے کیا تھا۔ ولی خان نے کہا کہ بھٹو کے دور میں جب احمدیوں کا مسئلہ پارلیمنٹ میں زیر بحث آیا تو میں نے پارلیمنٹ میں متحدہ اپوزیشن کے لیڈر کی حیثیت سے اس بنیاد پر اس کی مخالفت کی کہ پارلیمنٹ ایسا فورم نہیں ہے کہ وہ کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دے۔ انہوں نے کہا کہ میرا موقف یہ تھا کہ قائد اعظم نے اگست ۱۹۴۷ء کو پارلیمنٹ میں کہا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں مسلمان مسلمان نہیں اور ہندو ہندو نہیں رہا ہے بلکہ سب پاکستانی ہیں۔ قائد اعظم نے یہ بات مذہبی لحاظ سے نہیں بلکہ سیاسی نقطۂ نظر سے کہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جب بابائے قوم نے ہندوستان کے لئے اتنے واشگاف اور واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے تو پارلیمنٹ کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دینے کا اعلان کیسے کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ اس سے قبل کہ پارلیمنٹ اپنا حتمی فیصلہ دے احمدیہ جماعت کے سربراہ کا موقف بھی سن لیا جائے۔ میرے اصرار پر احمدیہ جماعت کے سربراہ کو پارلیمنٹ میں اپنے موقف کے اظہار کے لئے طلب کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ احمدیہ جماعت کے ارکان غیر مسلم قرار دے دیئے گئے۔ ہم اس کے خلاف تھے۔ اور اب بھی خلاف ہیں۔ ہم سیکولرزم پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ حکومت کی طرف سے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی بھی مخالفت کی۔"

(روزنامہ مشرق ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء)

علماء کا واویلا:

کراچی (نمائندہ جنگ) — جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی۔ یہ واحد آئینی ترمیم ہے جو متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ اور اس قرارداد پر خان عبدالولی خان کے بھی دستخط موجود ہیں۔ خان عبدالولی خان کے اس بیان پر کہ پارلیمنٹ کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اختیار نہیں تبصرہ کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ دنیا کا کوئی مسلم ملک ایسا نہیں جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا ہو۔ اس لئے یہ مسئلہ متنازعہ نہیں۔ اور ولی خان کا بیان قابل افسوس ہے...... اس موقعہ پر جمعیت کے سینئر نائب صدر پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ اسلامی ملک جہاں اسلام ہی سرکاری مذہب ہو وہاں پارلیمنٹ ہی فیصلہ کرتی ہے۔ اس لئے پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

امرتسر سے قادیان کیلئے ٹرین

مرکز سلسلہ میں تشریف لانے والے احباب جماعت خصوصاً جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانان کرام کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ امرتسر اور قادیان کے درمیان چلنے والی ٹرین (نمبر 2-ABG) جو بعض وجوہ کی بناء پر ایک عرصہ سے بند تھی بفضلہ تعالیٰ یکم اکتوبر سے دوبارہ چلنے لگی ہے۔ یہ گاڑی امرتسر سے ہر روز 12-2 بجے دوپہر چل کر 10-3 بجے سہ پہر قادیان اور یہاں سے 50-3 بجے سہ پہر روانہ ہو کر 55-6 بجے شام واپس امرتسر پہنچتی ہے۔ فرنٹیئر میل - ہاوڑہ میل - جنتا ایکسپریس (جسے اب جہلم گڑھ ایکسپریس کہا جاتا ہے) اور شان پنجاب سپر فاسٹ ایکسپریس سے امرتسر پہنچنے والے احباب قادیان پہنچنے کیلئے اس ٹرین سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ — ناظر امور عامہ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا:—

"اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بہت بڑھ کر ہو"

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا!

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان وحید ساڑی مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹرز:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ر اخاء ۱۳۶۵ہش

"اسلامی جمہوریہ" کی غیر اسلامی پارلیمنٹ

پاکستان کی نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کے رہنما خان عبدالولی خان کا ایک حقیقت افروز اور وہاں کے موجودہ آمرانہ سیاسی ماحول میں ایک جرأت مندانہ بیان اور اس کے خلاف مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر شاہ فرید الحق جیسے علماء کی طرف سے حسب معمول بے جا غوغا آرائی پر مشتمل دو خبریں ہم اسی شمارہ کے سرورق پر نقل کر رہے ہیں۔ جن کے تقابلی جائزہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے، کہ پاکستانی قومی اسمبلی کی طرف سے ایک کلمہ گو جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دئیے جانے سے متعلق جہاں خان عبدالولی خان کا موقف اپنے اندر ٹھوس منطقی دلیل اور معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے وہاں اس کے خلاف علماء پاکستان کا تمام تر شور و غوغا ان کی اسلام دوستی کا نہیں بلکہ صریحاً احمدیت دشمنی کا مظہر ہے۔ جس میں قومی اسمبلی کے ایک سراسر غیر اسلامی اور عام انسانی قدروں کے بھی یکسر منافی اقدام پر پردہ ڈالنے کے لئے جا بجا جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً:-

(۱) — مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ ادعا کہ "قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی" خان عبدالولی خان کے اس بیان کی روشنی میں کلیتاً بے بنیاد ٹھہرتا ہے کہ "انہوں نے پارلیمنٹ میں متحدہ اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے اس کی مخالفت کی تھی"۔ جب قومی اسمبلی کے جملہ اراکین حزب اختلاف شروع ہی سے اس بل کے حق میں نہیں تھے تو اسے کیونکر ایک متفقہ فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے؟

(۲) — اسی طرح نورانی صاحب کا یہ کہنا بھی صریحاً خلاف واقعہ ہے کہ "دنیا کا کوئی مسلم ملک ایسا نہیں جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا ہو"۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ گزشتہ سال جنیوا میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی کے اجلاس میں پاکستان کے اینٹی احمدیہ صدارتی آرڈیننس مجریہ ۲۶ر اپریل ۸۴ء کے خلاف ووٹ کے مقابلہ میں دس ووٹوں کی بھاری اکثریت سے جو قرارداد منظور کی گئی اس میں سوائے مراکش اور جارڈن کے دوسرے تمام مسلمان ممالک کے نمائندوں نے اس قرارداد کے حق میں اپنا ووٹ دیا؟ کیا ان سب کے ضمیر بھی آج کے ضمیر فروش علماء کی طرح برسر عام نیلام ہو چکے تھے؟

(۳) — اسی پروفیسر شاہ فرید الحق کے بقول "اسلامی مملکت" کی "اسلامی حکومت" والی بات تو جیسا کہ خان عبدالولی خان کے بیان سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے معاملہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک بھی اپوزیشن ممبر اس بل کے حق میں نہیں تھا۔ بلکہ اس بل کو پارلیمنٹ میں لانے اور شروع سے آخر تک اس کی تائید و حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دینے کا تمام تر کریڈٹ سابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی کو جاتا ہے۔ مگر کیا پاکستان پیپلز پارٹی کی اس حکومت کو اسلامی حکومت قرار دیا جا سکتا ہے؟...... آئیے! اس سوال کا جواب ہم پاکستان کی موجودہ فوجی حکومت کی طرف سے شائع کردہ "قرطاس ابیض" سے اس باب میں تلاش کریں جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چند سابق مرکزی و صوبائی وزراء، اراکین اور گورنروں کے قلمی چہرے اس رنگ میں پیش کئے گئے ہیں:-

● — "شراب اور شباب کے رسیا ہیں۔ اور ان اطلاعات کے مطابق انعام بازی کی لعنت میں بھی مبتلا ہیں۔...... وفد کے ساتھ واپس آتے ہوئے اس نے ایئر ہوسٹس سے وہسکی کی دو بوتلیں طلب کیں اور جب ایئر ہوسٹس نے بوتلیں فراہم کر دیں تو انہوں نے ایئر ہوسٹس پر دست درازی کی کوشش کی۔ لیکن انہیں جھڑک دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ صاحب جب بھی بیرون ملک جاتے ہیں آ بڑے پیمانے پر سمگلنگ میں ملوث ہوتے ہیں"۔

● — "مبینہ طور پر ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد دولت لوٹنے کی ہے۔ ان کا خاص مقصد ...... ایک نامی سمگلر ہے"۔

● — "اپنی نوجوانی کے دور سے ہی آزادانہ جنسی تعلقات ان کے کردار کے آئینہ دار ہیں۔ وہ جنسی کج روی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ وہ بڑی بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ شادیاں کرنے اور بیویوں کو طلاق دیتے ہیں۔ اور انہیں بازار حسن کی زینت بننے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں"۔

● — "انہوں نے تشدد کے ذریعہ ...... ایک قتل کے معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا"۔

● — "اپنے سینکڑوں رفیقوں پر اپنی ہدایت/سفارش کے ذریعہ اسلحہ کے لائسنس جاری کرا کے عنایات کیں۔ ایسے ۱۱۲ کیس معلوم ہوئے ہیں۔ جن میں ان کی ایماء پر پستول/ریوالور کے لائسنس جاری کئے گئے"۔

● — "ان کے دو ذاتی ملازم ...... مبینہ طور پر ...... میں اپنی عدالتیں لگاتے رہے ہیں۔"

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ

پُرامن جماعت احمدیہ پر پاکستان میں بے حد مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ یہ نظم انہی حالات سے متاثر ہے۔ جماعت احمدیہ پرامن جماعت ہے۔ حضرت بانی جماعت سیدنا مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں ...... سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے ...... جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے، اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں، یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں"۔ (کتاب البریہ ص۱۳ مصنفہ ۱۸۹۷ء) خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ان اصول کی ہمیشہ پابند ہے اور ہمیشہ ہر ملک میں پابند رہے گی۔ یہ ہمارا جزو ایمان ہے۔ (خاکسار عبدالرحیم راٹھور)

غم کی شب ہے کوئی بھی روشن ستارا نہ رہا
بحرِ ظلمات کا کوئی بھی کنارا نہ رہا

رُخ جو طوفاں خیز لہروں کا بدل دے یک قلم
وسطِ دریا ایسا اب کوئی بھی دھارا نہ رہا

حالِ دل کس سے کہیں، کوئی بھی پیارا نہ رہا
تیرے بن اے ذوالمنن! کوئی سہارا نہ رہا

بحرِ غم پُر ہول ہے بے حد تلاطم خیز ہے
اے مرے اللہ! اب صبر کا یارا نہ رہا

دشمنوں نے تیر برسائے ہیں اتنے زمیں پر
ظاہرا اب اُن کے پاس کوئی شرارا نہ رہا

کلمہ گویاں قید و بند میں، کلمہ دشمن شاد ہیں
سچ کا پلڑا کہتے ہیں کیوں آج بھاری نہ رہا

عمر بھر جو دین کے گیسو سنوارے پیار سے
آندھیاں ایسی چلیں کوئی سنوارا نہ رہا

کلمہ پڑھنا جرم ہے اور بانگ پر تعزیر ہے
ذکر سے آباد اب کوئی منارا نہ رہا

روح کی آواز ہے ہر دم مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ!
نا شناسِ درد دل کا کوئی چارا نہ رہا

اپنے پیاروں کی مدد کو جلد آ مولیٰ کریم!
تیرے بن کوئی مددگار ہمارا نہ رہا

برملا کہہ دیں یہ نادان، کہیں ایسا نہ ہو
قادرِ مطلق مددگار تمہارا نہ رہا

پہلے سے کیا تب آئے گا مسیح کی مدد کو دوڑ کر
آہ بھر کر لوگ جب کہہ دیں بچارا نہ رہا

اے قادرِ مطلق خدا! تیری حمد و ثنا ہو!!
تو نے فرمایا ہے آؤں گا میں خود باکر و فر

دیر کیوں ہے؟ جلد آ! کوئی بھی چارا نہ رہا
ہے یقیں تو آئے گا مسیح کی مدد کو شان سے

پر کہیں کیا! بن بہے اشک کا دھارا نہ رہا
تیرا پیارا عجم امت میں ہے بے حد بے قرار
رحم فرما رحم! اب تاب نظارہ نہ رہا

خطبہ جمعہ

بصائر یعنی نوعِ انسان تک نبیوں کے ذریعہ پہنچتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ ہی اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے!

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصیرتوں کے منبع ہیں آپ سے ہی سارے نور پھوٹیں گے جو نوعِ انسان کو خدا کی طرف لے جائیں گے

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ربّ تک پہنچنا اور بندوں کو ربّ تک پہنچانا سیکھیں اس کے بغیر آنحضرت صلعم کی غلامی اور اپنے ربّ کی عبودیت کا حق ادا نہ ہوگا!

فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۶ ظہور ۱۳۶۱ ہش مطابق ۶ اگست ۱۹۸۲ء بمقام اوسلو (ناروے)

تشہد و تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی :-

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

(الانعام آیات ۱۰۳ تا ۱۰۵)

اور پھر فرمایا :-

ناروے ایک ایسا مُلک ہے

جسے اللہ تعالیٰ کی قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ حُسن عطا فرمایا ہے۔ یہاں کی بل کھاتی ہوئی سڑکیں ہر موڑ پر اللہ تعالیٰ کی قُدرت کا ایک نیا جلوہ پیش کرتی ہیں۔ یہاں پہاڑیوں کی بلندیوں پر آسمان سے باتیں کرتی ہوئی جھیلیں نظر آتی ہیں اور سطح سمندر میں ڈوبتے ہوئے سر بفلک پہاڑ دِکھائی دیتے ہیں۔ یہاں پتے پتے میں ایک دِل نوازی ہے۔ یہاں گھنے جنگلات ہیں۔ جن کے سائے تسکین بخش ہیں۔ یہاں ہوائیں ہلکی سُروں میں گیت گاتے ہوئے چلتی ہیں۔ یہاں پہاڑوں کی ایسی چوٹیاں ہیں جن کی سطح مُرتفع گھاس سے لدی ہوئی ہے۔ اور کوئی درخت دیکھنے کو نہیں ملتا۔ لیکن چٹانوں کو بھی خوبصورت رنگ کی کائیوں نے بڑے حسین لبادے عطا کر رکھے ہیں۔ یہاں AFLOAT کے اندر سمندر میں پانی کی جو جھیلیں پہاڑوں کی وادیوں نے بنا رکھی ہیں۔ آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ سمندر کے سینے میں اُتر آئے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ بڑے پیار کے ساتھ ہمیشہ اُن پانیوں کا نظارہ کرتے ہیں جنہوں نے اُنہیں اپنے دِل میں اُتار رکھا ہے۔ حُسن کی یہ ساری کائنات فرداً فرداً بھی اور اپنی اجتماعی شکل میں بھی

اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت

گاتی ہوئی دِکھائی دیتی ہے۔ اور قرآن کریم کی اس آیت کی طرف توجہ منتقل ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا

(بنی اسرائیل آیت ۴۵)

کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خدا کے حمد کے گیت نہ گا رہی ہو۔ اور اس کی پاکیزگی بیان نہ کرتی ہو وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ لیکن اے غافل انسان تو اس تسبیح کو نہیں سمجھتا۔ اُس تسبیح سے غافل ہے جو کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے ربّ کی حمد میں گا رہا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ پھر بھی تمہارا ربّ بہت ہی بُردبار ہے۔ وہ بڑے حوصلے سے تمہاری بے پرواہیوں کو برداشت کرتا ہے۔ اور تمہارے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے۔

پس یہ وُہ دُنیا ہے جہاں کائنات کا ذرہ ذرہ اس آیت کے بیان کے مطابق حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے ان کانوں کو سُنائی دیتا ہے جو اُن کے سُننے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اُن آنکھوں کو دکھائی دیتا ہے جو دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ ہاں ایک چیز جو حمد سے کُلیتۃً خالی اور عاری دِکھائی دیتی ہے اور وہ

یہاں بسنے والے انسانوں کے دِل

ہیں۔ میں نے حیرت سے اس نظارہ کو دیکھا اور مجھے یُوں معلوم ہُوا کہ ان جنتوں میں ایسے سینے ہیں جو صحرا بسینہ ہیں۔ وہ ویرانوں کو اپنے سینوں میں سمیٹے پھرتے ہیں۔ اِن وادیوں میں، اِس حُسن کے نظاروں میں ایسے دِل ہیں جو خدا کی یاد سے کلیتاً عاری ہو کر ویرانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی میری توجہ ربوہ کے ان بسنے والوں کی طرف مبذول ہوئی جنہوں نے ابھی کچھ دن پہلے ایک نہایت ہی کڑے رمضان کا زمانہ گزارا۔ اُن میں سے اکثر غریب لوگ ہیں۔ اُن کے پاس آسائش کے سامانوں کا تو کیا ذکر روزمرہ کی زندگی کی ادنیٰ ضرورتیں بھی میسّر نہیں۔ دن بھر مکھیاں اُنہیں ستاتی ہیں اور رات کو مچھروں کا شکار رہتے ہیں۔ ان کو دھوپ کی گرمی اور رات کو مچھروں کی ایذا سے نہ اُن کو دن کو نیند آ سکتی ہے نہ رات کو نیند آتی ہے۔ بڑی مشکل کی زندگی بسر کرتے ہوئے بھی اُن کے سینوں میں خُدا بسا ہُوا ہے۔ وہ ان تکلیفوں سے کلیتاً بے نیاز ہیں اور رمضان کی کڑی آزمائش میں بڑی شان کے ساتھ پُورے اترنے والے لوگ ہیں۔ میں نے دیکھا اُن مسجدوں میں جن میں شدید گرمی کے باعث اندر داخل ہوتے ہوئے بھی پسینے آتے تھے، نہ وہ دن کو ٹھنڈی ہوتی تھیں۔ روزہ داروں کے بدن کے پانی سُوکھ جاتے تھے لیکن پھر بھی خُدا کی محبت میں اُن کے آنسو سجدہ گاہوں کو تر کر دیتے تھے۔

پس یہ بھی

ایک نظارہ میرے سامنے آیا

اور میں تعجب اور حیرت میں ڈوب گیا کہ وہ جگہیں جہاں خُدا زیادہ یاد آنا چاہیئے، جہاں اللہ نے زیادہ فیاضی کا سلوک فرمایا ہے وہ جگہیں تو خدا کی یاد سے خالی ہوں۔ لیکن وہ جگہیں جو آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اُن جگہوں میں اللہ بس رہا ہو۔ گویا ویرانوں میں ایسے سینے ہیں جہاں جنتیں بس رہی ہیں۔ اور جنتوں میں ایسے سینے ہیں جہاں ویرانے آباد ہیں۔ آخر کیوں ایسا ہُوا۔ کیوں انسان کی توجہ ان نظاروں کو دیکھ کر اپنے ربّ کی طرف مبذول نہیں ہوتی یہ سوچتے ہوئے میری توجہ قرآن کریم کی اُن آیات کی طرف پھر گئی جو سورہ انعام میں ساتویں پارے کے آخری دو رکوع کے اندر پائی جاتی ہیں۔ یعنی سورہ انعام کا وہ حصّہ جو ساتویں پارہ کے آخری دو رکوع پر مشتمل ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اسی قسم کے فطرتی حسن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۚ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝
فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَ
الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ
(آیت ۹۶ - ۹۷)

فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اللہ تعالیٰ گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے۔ اور بیجوں کا دِل چیرنے والا ہے۔ ان میں سے نئی نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور

زندگی کی نئی شکلیں

نمودار ہوتی ہیں۔ وہ موت سے زندگی نکالنے والا ہے۔ اور زندگی کو موت میں داخل کرتا رہتا ہے۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یہ ہے تمہارا اللہ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ اس کو چھوڑ کر اس سے پیٹھ پھیر کر کہاں چلے جا رہے ہو۔ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا اُس نے رات کو تمہارے لئے ذریعۂ تسکین بنایا اور خود رات بھی ایک سکینت کا منظر پیش کرتی ہے۔ ساکن رات دِنوں کے لئے اطمینان کا پیغام لے کر آتی ہے وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور ہمیشہ ایک دائروی گردش میں گھومتے ہوئے سورج اور چاند اپنی رفتاروں میں ایسے معیّن، ایسے قطعی اور ایسے غیر مبدّل ہیں کہ وہ تمام انسانوں کے لئے حساب جاننے کا ایک ذریعہ بن گئے ہیں۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ سب تقدیر اُس ذات کی ہے جو غالب بھی ہے اور سب کچھ جاننے والی بھی۔

اِن آیات کی طرف توجہ مبذول ہوتے ہوئے مَیں وہاں تک پہنچا جہاں بالآخر خدا نے اُن تمام محرکات اور پسِ پردہ اُصول کا ذکر فرمایا ہے جو زندگی کے ہر قسم کے حُسن کا باعث بنتے ہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ نے ایسے حُسن کا بھی ذکر فرمایا جو نباروں میں پایا جاتا ہے اور ایسے حُسن کا بھی جو صحراؤں میں پایا جاتا ہے۔ ایسے حُسن کا بھی ذکر فرمایا جو خشکیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ایسے حُسن کا ذکر بھی جو سمندروں اور سطحِ آب پر پایا جاتا ہے۔ غرض ان تمام محرکات کا ذکر فرمانے کے بعد جو حُسن کی ہر قسم کی پیداوار کا باعث ہیں۔ اچانک خُدا نے اپنی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (انعام آیت ۱۰۳) یہ ہے تمہارا ربّ جو ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔

تمام حُسن کا سرچشمہ

اور ہر نور کا منبع ہے۔ اس سے ہر وہ چیز پھوٹتی ہے جو زندگی بخش ہے۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کا وہ خالق نہ ہو فَاعْبُدُوْهُ پس اسی کی عبادت کرو وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔

یہاں تک پہنچنے کے بعد پھر مجھے مزید تعجب یہ ہُوا کہ جب خُدا تعالیٰ خود ان تمام نظاروں کے طبعی نتیجہ کے طور پر عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے گویا یہ فرما رہا ہے کہ یہ سارے نظارے میری طرف اُنگلیاں اُٹھا رہے ہیں، تم کیوں ان اشاروں کو نہیں دیکھتے۔ کیوں میری عبادت نہیں کرتے۔ مجھے تعجب اِس بات پر ہُوا کہ اتنی بے شمار اُنگلیوں کے باوجود انسان ان کے پیغام کو سمجھتا کیوں نہیں۔ ان کے رُخ کو دیکھتا کیوں نہیں۔ اے میرے خُدا! مجھے تو اس کا جواب چاہیئے تھا۔ مَیں تو اِس فکر میں غلطاں تھا کہ اس میں حکمت کیا ہے۔ کیوں ان لوگوں کو تُو دِکھائی نہیں دے رہا۔ لیکن جب اگلی آیت پر میری نظر پڑی تو میرے سارے مسائل کا حل مجھے اس میں مِل گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے معًا بعد فرماتا ہے :-

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

کہ اَے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے والو! تمہاری آنکھوں میں یہ مقدرت نہیں کہ اس کو دیکھ سکو۔ ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچا کرتا ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ کو نہ دِکھائے یا اپنے چہرہ سے پردہ نہ اُٹھائے کسی آنکھ میں طاقت نہیں کہ اس کو دیکھ سکے۔

پس یہ آیت

ایک عظیم الشان فلسفہ

کو بیان کرنے والی ہے۔ اس میں ایک بڑا ہی وسیع مضمون بیان ہُوا ہے۔ اس کا یہاں مختصرًا ذکر کرنے کے بعد پھر مَیں آگے بڑھوں گا۔

مذہبی اور غیر مذہبی اہلِ فکر کے درمیان بہت پُرانی ایک بحث چلی آئی ہے۔ مذہبی اہلِ فکر خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں خُدا کو جس شکل میں بھی وہ مانتے ہوں، وہ یہی سمجھتے ہیں کہ خدا ظاہر ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں مذاہب پھوٹتے ہیں۔ جبکہ غیر مذہبی قومیں یہ خیال کرتی ہیں کہ خدا کوئی نہیں، وہ ظاہر نہیں ہوتا۔ قانونِ قدرت انسانی ذہن کو ایک ماوراء الوریٰ ہستی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، حقیقت میں کوئی وجود نہیں۔ یہ تو انسان ہے جو سوچنے لگ جاتا ہے مرعوب ہو کر نظاروں سے، ہیبت زدہ ہو کر بجلی کی کڑکوں سے، متاثر ہو کر خوفناک جانوروں سے اور مسحور ہو کر خوبصورت ندیوں کی روانی، ان کی گنگناہٹ اور سرمدی نغموں سے کہ میرا کوئی خُدا ہوگا اور اس کے نتیجہ میں مختلف خُدا بنا لیتا ہے۔ اور پھر انسانی سوسائٹی رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہوئے ان خداؤں کو جمع کرنا شروع کر دیتی ہے۔ وہ مختلف خُدا تعداد میں گھٹنے لگتے ہیں۔ اور انسانی شعور بالغ نظری تک پہنچتے پہنچتے سمجھنے لگتا ہے کہ اتنے خداؤں کی کیا ضرورت تھی چند کافی ہیں۔ پھر کوئی تین پر آکر اٹک جاتا ہے۔ کچھ لوگ آگے قدم بڑھاتے ہیں اور ایک تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر جب انسان اور زیادہ بالغ نظر ہو جاتا ہے تو اس ایک خُدا سے بھی چھٹی کر کے تمام عقل کی سطح پر آجاتا ہے۔ یہ ہے مذہب کی تخلیق کا وہ نظریہ جو غیر مذہبی قومیں پیش کرتی ہیں۔

قرآن کریم اِس آیت کے ذریعہ اس سارے نظریئے کو جھٹلا دیتا ہے اور دلیل اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ قرآن کریم یہ بیان کرتا ہے کہ دیکھو! یہ سارے قدرتی نظارے جو تمہارے نزدیک خُداؤں کو جنم دینے والے ہیں ہم ایسی جگہوں کو جو ان نظاروں سے بھر جاتی ہیں اگر چاہیں تو ان کو اپنی یاد سے خالی رکھ سکتے ہیں۔ کوئی ایک دِل بھی ہماری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اگر یہ حقیقت ہوتی کہ یہ نظارے طبعًا خُدا کو پیدا کرتے ہیں تو جہاں جہاں حسین مناظر دنیا میں نظر آئیں وہاں سب سے زیادہ خُدا موجود ہونے چاہئیں۔ کیوں صحرائے عرب میں وہ جلوہ گر ہوتا ہے۔ کیوں فاران کی چوٹیوں سے اس کا مظہر اُترتا ہے۔ اور کیوں حسین وادیوں میں اس کا کوئی نام و نشان دِکھائی نہیں دیتا۔ فرماتا ہے اس کی وجہ یہ ہے آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں۔ وہ آنکھوں کو پاتا ہے۔ اس میں

ایک اور حسین طرزِ کلام

یہ ہے کہ پُرانے زمانہ میں جو تصوّر تھا کہ نظر کسی چیز کو پکڑتی ہے یہ واقعتًا غیر سائنسی اور غیر حقیقی تصوّر تھا۔ چنانچہ قرآن کریم وہ پہلی کتاب ہے جو اس تصوّر کو جھٹلا رہی ہے۔ نظارے آنکھوں تک پہنچا کرتے ہیں۔ نظر نظاروں تک نہیں پہنچا کرتی۔ اور جو نظارے آنکھوں تک نہ پہنچیں اُن سے نظر غافل رہتی ہے خواہ نظارے غائب ہو جائیں، خواہ پردے حائل ہو جائیں، خواہ اور ظلمتیں بیچ میں حائل ہو جائیں۔ لیکن نظر کوئی چیز نہیں جب تک نظارے نظر کو نہ پکڑیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب باقی نظارے بھی خود نظر کو پہنچتے ہیں اور نظریں طاقت نہیں رکھتیں کہ چھلانگ لگا کر نظاروں تک پہنچ

"اِنسان کا فرض ہے کہ دُوسروں کو نفع پہنچائے!"
(الحکم ۱۰ رجولائی ۱۹۰۲ء)
پیشکش :- گلوب ربر مینوفیکچرس نمبر۷ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون :- 27-0441
گرام :- GLOBEXPORT

جائیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میری ذات کو نظر پکڑے جب کہ میری ذات ان نظاروں سے پس پردہ اور وراء الوریٰ ہے۔ میں چاہوں تو ان تک پہنچوں گا۔ میں نہیں چاہوں گا تو ان تک نہیں پہنچوں گا۔ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ وہی ہے جو خود عقلوں اور فہموں تک پہنچتا ہے۔ وہی ہے جو بصیرت پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ خود انسانی بصیرت میں یہ طاقت کہاں کہ وہ اپنے رب کو پا سکے۔

اس مضمون کے بیان کرنے کے معًا بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بصیرت کس طرح انسان کو پہنچتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ادراک کیسے ہوتا ہے اور خدا کس طرح جلوہ گر ہوتا ہے فورًا اس مضمون میں داخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بصیرت عطا ہو چکی ہے جس بصیرت کا خدا ذکر فرما رہا ہے وہ خود نظروں پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور بصیرت ہی نہیں بصائر یعنی بے شمار روشنیاں عطا ہو گئی ہیں۔ اب جس رنگ میں کوئی انسان چاہے خدا کو پانے کی مقدرت رکھتا ہے۔ فرمایا فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ پس جو چاہے اس نور اور روشنی سے فائدہ اٹھا لے اور جو چاہے عَمِيَ عَلَيْهَا وہ اپنی آنکھیں اس سے اندھی رکھے، ان بصائر سے غافل رہے۔ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور میں تم پر حفیظ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

یہ حیرت انگیز تصریف آیات ہے جس کی طرف میں خاص طور پر آج آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ پھر اس کے معًا بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ کہ دیکھو کس طرح ہم آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اور اپنے رنگ بدلتے ہیں۔ اپنے اسلوب کو اچانک بدل دیتے ہیں۔ جب ہم اچانک اسلوب کو بدلیں تو یاد رکھنا اس میں بہت ہی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

اس میں گہرے راز مضمر ہیں

اور یہ خیال نہ کر لینا کہ (معاذ اللہ) غفلت کی حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ضمائر کو پھیر دیا ہے۔ تصریف آیات کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ غائب ضمیر میں بات ہوتے ہوتے حاضر کی طرف توجہ ہو گئی۔ اس کی بات کرتے کرتے اپنی بات شروع کر دی۔ خدا کی باتیں ہو رہی ہیں۔ آنحضرتؐ کا ذکر ہی کوئی نہیں تھا اچانک اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود داخل ہو جاتا ہے۔ یہ تصریف آیات کا ایک طریق ہے۔ اور یہ ساری آیات جن کا میں نے ذکر کیا ہے تصریف کے مختلف پہلو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ (آیت ۱۰۰)

کہ وہی ذات ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا۔ ہم اس سے سبزی نکالتے ہیں۔ یعنی ابھی تو فرما رہا تھا کہ اس ذات نے پانی اتارا۔ اور اچانک کہنے لگ گیا کہ ہم اس سے سبزی نکالتے ہیں اس کو کہتے ہیں تصریف۔ یعنی تصریف کا ایک رنگ یہ ہے کہ ذکر ہو رہا ہے غائب میں اور اچانک خدا خود بیچ میں داخل ہو گیا اور اس نے گویا TAKE OVER کر لیا۔ غائب سے اچانک حاضر میں جلوہ گر ہو گیا۔ اس تصریف کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ غائب میں بات کر رہا ہوتا ہے تو اس سے انسان کی توجہ ایسے نظاروں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے جن کو دیکھنے کے بعد گویا خدا نظر آنے لگ جائے۔ اور جب اس کیفیت تک دماغ پہنچ جاتا ہے تو اچانک وہ آپ آموجود ہوتا ہے وہ پھر غائب نہیں رہتا۔ کہتا ہے دیکھو! تم نے دیکھ لیا نا ہمیں۔ لو ہم تمہارے سامنے موجود ہیں۔ ہم اب تم سے باتیں کرتے ہیں۔ تصریف آیات کا ایک تو یہ طریق ہے۔

ایک دوسرا طریق

وہ ہے جس کی طرف میں اس آیت کی رو سے توجہ دلانا چاہتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے بصائر آ گئے ہیں۔ تمہیں دکھانے کے لئے حکمتیں عطا ہو گئیں۔ نورِ بصیرت عطا ہو گیا۔ حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے کے لئے معارف تمہیں مل گئے ہیں۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ جو چاہے اب دیکھ لے وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا لیکن جو اس کے باوجود اندھا رہے گا تو اس کا نقصان اسی کو ہے۔ وہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکے گا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور میں تم پر حفیظ نہیں ہوں۔ یہاں خدا کی بات چھوڑ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات شروع ہو گئی۔ گویا سارا کلام حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام تھا۔

اب بظاہر ایک صرفی نحوی انسان جو جہالت کی آنکھ سے اپنے علم کو ہی غالب سمجھتا ہے وہ تو اس پر بڑا اعتراض کرے گا کہ یہ عجیب

فصیح و بلیغ کلام

ہے کہ ذکر ہو رہا ہے رب کریم کا پچھلے دو رکوعوں میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کہیں ذکر نہیں۔ ذکر چل رہا ہے خدا اور اس کی تخلیق کا۔ ان حسین مناظر کا ذکر ہے جو قدرتِ خداوندی سے ظاہر ہوتے ہیں اور بات اللہ کر رہا ہے کبھی ضمیر کو اپنی طرف پھیر کر کبھی غائب میں اپنا ذکر کر کے، یہ محمد مصطفیٰؐ اچانک بیچ میں کہاں سے آ گئے۔ گویا وہ کہہ رہے ہیں کہ اب میں ہوں، تمہارے پیغام کو اپنے ہاتھ میں پکڑ رہا ہوں جس طرح کوئی آدمی کسی MESSAGE یا کسی فریضہ کو TAKE OVER کر لے اور پھر آگے سے اچانک بات شروع کر دے۔ یہ آیت اسی قسم کی تصریف کا منظر پیش کرتی ہے کہ خدا کا ذکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے جاری ہونے لگ جاتا ہے۔

اس میں کیا حکمت ہے

اسی میں وہ جواب ہے جس کی میں تلاش کر رہا تھا۔ یہی وہ نکتہ ہے جس نے میری ساری الجھنیں دور کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بَصَآئِرُ جو تم تک پہنچا کرتے ہیں وہ نبیوں کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ اور نبیوں کے بغیر خدا کا کوئی وجود نہیں ہے جو تم پر ظاہر ہو۔ اگر انبیاء کا رستہ چھوڑ دو گے، اگر یہ وسیلہ اختیار نہیں کرو گے تو پھر کائنات کا ذرہ ذرہ بھی حسن سے بھر جائے تمہاری آنکھیں اندھی کی اندھی رہیں گی۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ اور سب سے زیادہ بصیرتیں تم پر نازل ہو گئیں کس شکل میں؟ اب بغیر بتائے کے کون داخل ہو گیا؟ بصیرت کا مجسمہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، وہ اس مضمون میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اچانک وہ کلام شروع کر دیتے اور فرماتے ہیں وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ۔ میں ہوں خدا کا نور، میں ہوں بصیرتوں کا وہ منبع اور بصیرتوں کا وہ مظہر اتم۔ جس نے تمہیں بصیرتیں عطا کی ہیں وہ میں ہی ہوں۔ میں آ گیا ہوں۔ اب اگر چاہو اسلام قبول کر کے خود بھی بصیرت حاصل کرو۔ اور دنیا کو بھی نور عطا کرو اور چاہو تو اس سے منہ موڑ کر اندھے کے اندھے رہو۔

اللہ تعالیٰ صرف یہاں پر بات ختم نہیں کرتا بلکہ اس سارے جھوٹے فلسفہ کا جواب ان آیات میں دیتا ہے جس کا میں نے اس خطبہ کی ابتداء میں ذکر کیا ہے۔ دنیا دار کہتے ہیں کہ شرک سے بات شروع ہو کر توحید پر جا کر ختم ہوتی ہے اور توحید بالآخر خدا کے انکار پر منتج ہوتی ہے۔ خدا بتا رہا ہے کہ حسن کے ذریعہ، حسنِ قدرت کے ذریعہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!!"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دعا:- اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

NO. 75 FARAH COMMECIAL COMPLEX
J. K. ROAD, BANGALORE - 560002
PHONE NO. 228666.

شرک پیدا ہی نہیں ہوا کرتا۔ اور جب تک خدا کا برگزیدہ بندہ آکر یہ دکھا نہیں دیتا کہ اس کائنات کے پیچھے کوئی ذات موجود ہے۔ انسان کا تصوّر وہاں تک پہنچا ہی نہیں کرتا۔ وہ آتا ہے

اپنے پیغام کو مکمّل کر جاتا ہے

خدائے واحد سے بنی نوعِ انسان کا تعلق جوڑ جاتا ہے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو پھر شرک پھوٹتا ہے۔ پھر یہ مناظر خدا کی جگہ لے لیتے ہیں اور کئی جھوٹے خدا بن جاتے ہیں۔ اور یہ شرک دہریت پر منتج ہوا کرتا ہے۔ توحید دہریت پر منتج نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ اس مضمون کو مکمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۝ (انعام آیت ۱۰۷-۱۰۸)

کہ تو نے لوگوں کو خدا تک پہنچا دیا۔ لیکن خدا تک پہنچنے کے بعد انسان پھر شرک میں مبتلا ہونے والا ہے۔ جب وہ تجھے چھوڑ دیں گے تو خدائے واحد کو بھی چھوڑ دیں گے۔ جب وہ تجھ سے روگردانی کریں گے تو خدائے واحد سے بھی روگردانی کریں گے اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ دنیا میں پھر شرک پھیل جائے گا۔

غرض خدا تعالےٰ نے مشرکین کا ذکر فرما کر اس مضمون کو مکمل کر دیا اور یہ بتا دیا کہ اے رسول! اس کی ذمّہ داری تجھ پر نہیں ہے۔ تیرا کام تو اندھیروں سے نور کی طرف نکالنا ہے۔ تو نے اپنا یہ کام مکمل کر دیا۔ اب تو ان کا نگران نہیں ہے۔ پس خدا کے ذکر سے اچانک تصریف آیات ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام شروع کر دیا کہ میں تم پر حفیظ نہیں ہوں۔

ایک دفعہ ایک یہودی عورت کا بچّہ قریب المرگ تھا۔ اس عورت کو یہ علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بچے سے پیار تھا۔ لوگ کہتے ہیں یہودیوں میں تبلیغ کیوں کرتے ہو۔ یہودیوں تک اسلام کا پیغام کیوں پہنچاتے ہو۔ جن یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی ان سے زیادہ مغضوب تو دنیا میں کوئی یہودی نہیں ہو سکتا۔ ان سے زیادہ سخت دل اور شقی القلب تو کوئی یہودی نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود اس یہودی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جب یہ پیغام بھیجا کہ میرا بچّہ قریب المرگ ہے۔ آپؐ کو اس سے پیار تھا اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ اسے بسترِ مرگ پر دیکھ لیں تو یہاں آجائیں اس کو دیکھ لیں۔ اس کے دل میں یہ تمنا ہوگی کہ میرے بچّے کا دل ٹھنڈا ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ پیغام سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے اس یہودی عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ بچّہ بسترِ مرگ پر پڑا تھا۔ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس کو اپنے قرب سے تسکین دی اور پوچھا بچّے! کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ مسلمان ہو کر جان دو۔ صرف یہی تبلیغ کی۔ اور یہی سیدھا سادہ کلمہ جو دل کی گہرائی سے نکلا تھا، بچّے کے دل میں جا کر ڈوب گیا۔ اس نے سر ہلایا کہ ہاں میں یہی پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ

کلمہ پڑھا اور جان دے دی

حدیث میں آتا ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی خوشی ہوئی کہ بار بار فرمانے لگے الحمد للہ۔ خدا نے مجھے ایک روح کو بچانے کی توفیق عطا فرما دی۔ وہ جو ساری دنیا کی روحوں کو بچانے کے لئے آیا تھا جس نے ہم سب کی روحوں کو بچایا ہے ہم اور ہمارے باپ دادے اور ہماری نسلیں ہمیشہ اس کی غلامی میں اپنی رہیں تب بھی اس کے احسانات کا بدلہ نہیں ادا کر سکتیں۔ وہ نور کامل جس نے بنی نوعِ انسان کو اندھیروں سے نکالا اور روشنی عطا کی، وہ جو سب دنیا کا محسن بنا اور محسن بنے گا۔ وہ جس کے در پر ایک نہ ایک دن ساری بنی نوعِ انسان لازماً حاضر ہوگی اور اس کی توفیق سے اور اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رُشد و ہدایت پائے گی۔ صرف ایک روح کے بچنے پر اس پیکرِ رحمت کے دل کی یہ کیفیت ہے اور اس پر اظہارِ شکر کا یہ عالم ہے کہ بار بار کہتے ہیں الحمد للہ الحمد للہ خدا نے مجھے ایک روح کو بچانے کی توفیق عطا فرمائی اور بچنے کے بعد اس بچّے کو وقت کونسا میسّر آیا، بس کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔ صرف اتنی سی ہدایت تھی۔ صرف ایک لمحہ کی ہدایت تھی لیکن اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدِ شکور بنتے ہوئے اپنے ربّ کے حضور جُھک جاتے ہیں۔

یہ ہیں ہمارے آقا و مولا سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی غلامی کا ہم نے دعویٰ کیا ہے۔ آپؐ ہیں بصیرتوں کے منبع اور ماویٰ اور مجمع۔ اب آپؐ سے سارے نور پھوٹیں گے جو خدا کی طرف لے جائیں گے۔

پس یہ وہ بصائر یعنی روشنیاں تھیں جن سے دنیا اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اُٹھی تھی۔ اب اگر ان نوروں کو جماعت نے اپنے تک روک لیا اور بنی نوعِ انسان اور محمد مصطفےٰ صلعم کے درمیان حائل ہو گئے تو یاد رکھیں اس وقت بنی نوعِ انسان اپنے ربّ کو کبھی نہیں پا سکیں گے۔ اور آپ لوگ اس کے ذمّہ دار ہوں گے۔ کیونکہ

آپ کو ذریعہ بنایا گیا ہے

آج خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو دنیا سے منوانے کا فریضہ آپ کو سونپا گیا ہے۔ اس لئے آپ اپنی نظروں کو سطحی نہ بنائیں۔ اپنی نگاہوں کو ان ظاہری مناظر کے پردوں تک نہ رہنے دیں۔ بلکہ آگے بڑھیں۔ بلند نظری پیدا کریں۔ اور حقیقتِ حال کو پانے کے لئے آپ خود پار اُترنا سیکھیں۔ اور اپنے ربّ تک پہنچنا اور بندوں کو ربّ تک پہنچانا سیکھیں۔ اس کے بغیر نہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا حق ادا ہوگا اور نہ اپنے ربّ کی عبودیت کا حق ادا ہوگا۔

یاد رکھیں جب قومیں خالقِ کائنات کو بھلا کر مخلوق کے حُسن میں کھو جاتی ہیں تو پھر ان سے شرک پھوٹا کرتے ہیں۔ اور جب ایسی قوموں سے شرک پھوٹتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے، اے رسول! تو نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ تو وکیل نہیں ہے۔ اب میں جانوں اور یہ لوگ جانیں جنہوں نے مجھے پانے کے بعد بھی مجھے کھو دینے کے سامان اپنے ہاتھوں سے کر لئے۔

دُعا ہے اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے ربّ کی عبودیت اور حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پورا پورا حق ادا کرنے والے ہوں۔ خدا ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا کی وحدانیت کی حفاظت اپنی جانیں دے کر بھی کریں۔ اپنے اموال دے کر بھی کریں۔ اپنی عزتیں دے کر بھی کریں۔ اپنی عزیز تر چیز بھی قربان کر کے بھی کریں اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنے کے لئے شرک کی راہ میں کھڑے ہو جائیں اور شرک کو اسلام کے اندر داخل نہ ہونے دیں۔ ہم اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیں۔ لیکن توحید کے اس گہوارہ کو پھر دوبارہ بتوں کے گہوارہ میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۸۳ء)

ولادت

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے عزیزم مکرم سید وسیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ سانزحق کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولود مکرم سید علی احمد صاحب عجب شیرال تیماپور (کرناٹک) کا پوتا اور مکرم محمد اسماعیل صاحب ننگل درویش کا نواسہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی زندگی سے نوازے اور خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

خاکسار:- محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

رُکنِ شدید

از مکرم نصیر احمد صاحب قمر مبلغ سلسلہ لندن

رُکن کے معنی ہیں نہایت مضبوط یا سب سے زیادہ مضبوط جانب۔ عظمت اور بڑائی والی بات۔ ما یقوی به من ملک وجند وغیرہ۔ قوت کا ذریعہ اور سامان خواہ جائداد ہو یا جتھہ یا لشکر وغیرہ۔ العز والمنعۃ غلبہ اور مددگاروں اور حفاظت کرنے والوں کا جتھا۔ اسی طرح قوم کی سربرآوردہ شخصیات کے لئے بھی رکن کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

دُنیا میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی "رکن" یعنی قوت وطاقت کے حصول کا ذریعہ (SOURCE OF POWER) ہوتا ہے۔ کسی کے لئے اس کا جتھہ یا افرادی طاقت سہارا ہوتی ہے اور کسی کے لئے بینک بیلنس اور جائداد۔ کوئی عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیتا ہے تو کسی کے لئے اس کی پارلیمنٹ یا مجلس شوریٰ قوت وطاقت کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے۔ کسی کے لئے اس کا آئین اور دستور تقویت کا موجب ہوتا ہے اور کوئی اپنی عسکری طاقت کو اپنا رُکن خیال کرتا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک کا کوئی نہ کوئی رُکن یا ذریعۂ قوت ہوتا ہے جس سے وہ ضرورت کے وقت فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور بعض کو ایک سے زائد ارکان" یعنی SOURCES OF POWER حاصل ہوتے ہیں۔

قُرآن مجید میں رُکن کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ایک دفعہ سورۃ الذّاریات میں جہاں اس لفظ کی اضافت فرعون کی طرف ہے۔ اور دوسری مرتبہ سورۂ ھود میں حضرت لوط علیہ السلام کے "رُکنٍ شدید" کی طرف پناہ لینے کا بیان ہے۔

گویا ایک جگہ ایک مادہ پرست، دُنیادار، دشمنِ توحید، منکرِ رسالت و نبوّت ایک جابر سربراہ مملکت فرعون کے اپنے ذریعۂ قوت کی طرف لوٹنے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی حضرت لوط علیہ السلام کے "رُکنٍ شدید" کی طرف پناہ لینے کا بیان ہے۔

آیئے ان دونوں قسم کے رکن یا SOURCES OF POWER کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کس کے لئے اس کا رکن یا ذریعۂ قوت وطاقت مفید ثابت ہُوا اور کون اپنے ارکان سمیت ہلاک اور بربادی کے گڑھوں میں اُتار دیا گیا۔

سورۂ الذّاریات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَفِیْ مُوْسٰۤی اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○

(الذّاریات: ۳۹: ۴۰)

ترجمہ:۔ اور موسیٰ کے واقعہ میں بھی (بہت سی نشانیاں تھیں) جب ہم نے اس کو فرعون کی طرف ایک کھلی کھلی دلیل دیکر بھیجا۔ اور وہ (فرعون) اپنے رُکن کی طرف پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ بڑی ملمع سازی کی باتیں کرنے والا اور مجنون ہے۔

فرعون کے اس رکن سے کیا مُراد ہے؟ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ کا ترجمہ یہ فرمایا ہے:۔

"اور وہ (فرعون) اپنے بُت خانہ کی طرف پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا۔"

اور اس آیت کے تحت تفسیری نوٹ میں حضور فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم میں رُکن کا لفظ ہے جس کے معنے طاقت پانے کی جگہ کے ہیں اور لفظی معنی اس آیت کے یہ بنتے ہیں کہ فرعون اپنی طاقت پانے کی جگہ کی طرف لوٹ گیا۔ مگر چونکہ فرعون کے عقیدہ کے مطابق اس کو سب طاقت بیل کے مندر سے ملتی تھی اس لئے ہم نے ترجمہ میں بُت خانہ لکھ دیا ہے کیونکہ بیل کا مندر لکھتے تو کچھ معنے نہ بنتے۔"

(تفسیر صغیر - سورۃ الذاریات آیت نمبر ۴۰)

فرعون کے اس رکن کی مزید تفصیلات جاننے کے لئے آیئے قرآن مجید کی ان آیات کا مطالعہ کریں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے پاس "سلطان مبین" کے ساتھ آنے اور اس سے گفتگو اور مناظرے کا بیان ہے۔ (یہ ذکر قرآن مجید میں مختلف مواقع پر کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً ہے۔)

سورۃ الشعراء کے رکوع ۲ اور ۳ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون سے بحث کا تفصیلی ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کو اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہیں اور اسے یہ خبر دیتے ہیں کہ ہم (یعنی موسیٰ و ہارون علیہما السلام) ربّ العٰلمین کے فرستادے ہیں۔ اس گفتگو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے اعتراضات کا بہت ٹھوس، مسکت اور مدلّل جواب دیتے ہیں حتیٰ کہ ربّ العالمین سے متعلق بحث چل نکلتی ہے۔ فرعون کہتا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو کہ مَیں ربّ العالمین خدا کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں تو یہ ربّ العٰلمین خدا کون ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ربّ العالمین خدا وہ ہے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا ربّ ہے۔ اگر تم یقین لانے والوں میں سے ہو تو یہ دلیل تمہارے لئے بڑی کافی ہے۔

فرعون اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے کہنے لگا، سُنتے ہو یہ کیسی بے وقوفی کی باتیں کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اگر آسمان اور زمین کے بنانے والے کو تم نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہی دلیل سمجھ لو کہ تمہاری اور تمہارے گزشتہ باپ دادوں کی بھی تو کسی نے پرورش کی تھی۔ وہی ربّ العٰلمین خدا ہے۔

فرعون اس دلیل کی طاقت سے جھنجلا اُٹھا اور گالیوں پر اُتر آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ دلائل کے میدان میں پُورا نہیں اُتر رہا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا، یہ شخص جو تمہاری طرف، رسول ہو کر آنے کا دعویٰ کرتا ہے یقیناً پاگل ہے۔ کیونکہ موسیٰ اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا جس کے خلاف مَیں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ وقت کے جابر حاکم اور مقتدر بادشاہ کی مرضی کے خلاف اپنی بات پر اصرار کرتا ہے اور یہ جنون کی علامت ہے۔

دراصل انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ چلا آتا ہے کہ جب وہ دلائل کے میدان میں شکست کھاتے ہیں تو وہ گالی گلوچ، بدزبانی اور الزام تراشیوں پر اُتر آتے ہیں اور ہر قسم کے جھوٹ اور افترا پردازی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن اللہ والے ان کی گالیوں کا جواب گالی سے دینے کی بجائے اشاعتِ حق و ہدایت میں مصروف رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی فرعون کی اس بدزبانی کو نظر انداز کرتے ہوئے بے خوف اور نڈر ہو کر اپنی تبلیغ جاری رکھتے ہیں۔ اور ربّ العٰلمین کی ہستی کے ثبوت میں دلائل دیتے ہیں۔ اس پر فرعون غضبناک ہو کر اُنہیں قید کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اسے عصا اور ید بیضا کے نشانات دکھاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○

(الشعراء: ۳۵ - ۳۶)

اس پر فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں سے کہا یہ تو کوئی بڑا واقف کار جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعہ سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بس بتاؤ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

دیکھئے فرعون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زبردست اور باطل شکن دلائل سے ایک بوکھلاہٹ طاری ہے۔ اس کے قدم اُکھڑ چکے ہیں۔ غیظ و غضب نے اس کی عقل ماردی ہے اور وہ بے تکی باتیں کرنے لگ گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حکومت پر قبضہ کرنے کا الزام لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے اور اس ملک کے عوام کے خلاف گویا اس نے ایک سازش تیار کی ہے۔ حالانکہ کچھ ہی دیر پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے کہہ چکے تھے کہ مَیں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔

فرعون، بحث میں اپنی خجالت اور شرمندگی اور ذلت و رسوائی کو ڈھانپنے کے لئے ایک سیاسی چال چلتا ہے اور لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اُکساتا ہے اور اس موقعہ پر اپنے درباریوں اور اردگرد بیٹھے سرداروں سے مشورہ طلب کرتا ہے۔

◉ — آیت کے آخری الفاظ "فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ" پر غور فرمایئے۔ فرعون اپنے پاس بیٹھے سرداروں سے مشورہ طلب کر رہا ہے گویا یہ اس کی مجلس شوریٰ کے ارکان ہیں۔ یا اس کی پارلیمنٹ یا اسمبلی ہے۔ جس میں اس کے بڑے بڑے معتمد ساتھی موجود ہیں اور وہ ان سے حمایت کا طالب ہے اور جیسا کہ قرآن مجید

سے معلوم ہوتا ہے اس کی اس مجلس شوریٰ نے اس کی حمایت اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کے حق میں رائے دی اور ان کی تجویز کے مطابق ہی اس نے سارے ملک میں "حَاشِرِينَ" یعنی ڈھنڈورچی بھجوائے۔ گویا اس نے اپنے وقت کے ذریعہ مواصلات اور وسیلۂ اطلاعات و نشریات کو استعمال میں لاکر خدا کے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ایک ملک گیر مہم چلائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ۝

(الشعراء : ۵۴-۵۷)

یعنی فرعون نے شہروں میں ڈھنڈورچی بھجوائے اور یہ اعلان کرا دیا کہ بنی اسرائیل ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ہمیں غصہ دلا رہی ہے حالانکہ ہم سب ایک بڑی جماعت ہیں جو ہر قسم کا ساز و سامان بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اکثریت میں ہوتے ہوئے ایک معمولی اقلیت سے ڈر جائیں۔ اور اسے کچلنے کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔ دیکھئے یہاں بھی فرعون کو اپنی اکثریت کا، اپنے جتھے کا کتنا گھمنڈ اور ناز ہے۔

الغرض قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے "سلطان مبین"، واضح، روشن اور کھلے کھلے دلائل سے عاجز آکر فرعون نے اپنے جس "رکن" کا رخ کیا تھا وہ اس کی مجلس شوریٰ تھی یا اس کی وہ پارلیمنٹ اور اسمبلی تھی جس نے اسے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اقدام کے لئے مشورہ بھی دیا اور اس کی پالیسیوں کی پوری پوری حمایت بھی کی۔ اور اس سے فرعون کو بڑی تقویت ملی۔ گویا یہ مجلس شوریٰ یا اسمبلی یا پارلیمنٹ اس کی مددگار و معاون تھی اور اس کے لئے ایک 'رکن' کی حیثیت رکھتی تھی۔

فرعون کی اس مجلس مؤتمرہ میں یوں تو بہت سے لوگ شامل تھے لیکن اس کی کابینہ کے دو افراد کا ذکر خاص طور پر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک ھامان ہے اور دوسرا قارون۔

ھامان - مصر کے سب سے بڑے معبد کا کاہن اعظم اور مذہبی تنظیم کا رئیس اعلیٰ تھا۔ ملک کے تمام معبد اور ان کے کاہن اور مُلّاں اس کے ماتحت تھے۔ آج کی اصطلاح میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ گویا فرعون کا وزیر برائے مذہبی امور تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون مصر کے بعد یہ شخص سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ بلکہ اس کا اپنا ایک لشکر تھا۔ (یقیناً یہ لشکر کاہنوں اور ملّاؤں پر مشتمل تھا)۔

بہرحال یہی وہ شخص ہے جس نے فرعون کے کہنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف لوگوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کیا اور دشمنی و نفرت کی آگ جلائی۔ فرعون نے اسی سے کہا تھا۔

"فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ"۔ چنانچہ اس نے اپنے وسائل کو کام میں لاکر طینی خصلت انسانوں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بغض و عداوت کی آگ بھڑکائی اور عوام کو اکسایا کہ یہ شخص (یعنی موسیٰ علیہ السلام) تمہارے دین کو بدلنا چاہتا ہے اور تمہارے ملک کے خلاف سازش کرکے تمہیں اس سے نکال باہر کرنا چاہتا ہے اس لئے اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو اور اپنے دین و وطن کی حفاظت کرو۔

فرعون کی کابینہ یا اس کی مجلس شوریٰ کا دوسرا اہم رکن جس کا ذکر بطور خاص قرآن کریم میں ملتا ہے وہ قارون ہے۔ **قارون** ایک مالدار شخص تھا اور فرعون کے خزانوں کا افسر اعلیٰ تھا۔ ملک کے تمام معادن، کانیں اور دفینے اس کے ماتحت اور اس کے کنٹرول میں تھے۔ اسے ہم فرعون کا وزیر خزانہ کہہ سکتے ہیں۔

فرعون کی کیبنٹ کے یہ دونوں وزیر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیلیوں پر ظلم و ستم میں پیش پیش تھے۔ ھامان تو اس لئے بھی کہ وہ فرعون کا مذہبی امور کا وزیر تھا۔ ملک بھر کے تمام مُلّاں و کاہن اور تمام معابد اس کے ماتحت تھے اور لوگوں کے مذہبی جذبات کو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جاری کرنے اس مہم میں صرف ہونے والے تمام تر سرمایہ کا انتظام و انصرام قارون کے سپرد تھا۔ اس لئے قارون اس پہلو سے بھی فرعون کے معتمد ترین ساتھیوں اور اوّل درجہ کے ظالموں میں سے تھا۔

فرعون کی یہ مجلس شوریٰ، اس کے یہ وزراء و اکابرین اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکاتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ

(الاعراف : ۱۲۸)

اور فرعون کی قوم میں سے (بعض) سرداروں نے کہا، کہ کیا تو نے موسیٰ اور اس کی قوم کو (آزاد) چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے ملک میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

گویا انہوں نے مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کے خلاف آرڈی نینس ہونا چاہیئے۔ یہ آزادانہ ملک میں چلتے پھرتے اور اپنی تبلیغ کرتے ہیں ان کے خلاف سخت اقدام کئے جانے ضروری ہیں ورنہ ملک خطرہ میں ہے۔ دین خطرہ میں ہے۔ انہوں نے کہا:-

قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ

(المومن : ۲۶)

کہ جو لوگ ایمان لاکر اس (موسیٰ) کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں ان کے بیٹوں کو ہلاک کردو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو۔ ان کی عصمتیں لوٹ لو۔ ان کے حیا سلب کردو۔ دیکھئے فرعونی سردار تبدیلی عقیدہ کے جرم کی سزا قتل تجویز کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرعون نے اپنے ارکان کے اس مطالبہ کو بھی تسلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ

(الاعراف : ۱۲۸)

اس (فرعون) نے کہا، ہم ضرور ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور ہم ان پر غالب ہیں۔ گویا "قتل مرتد" کا قانون نافذ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اگرچہ عملاً خدا نے فرعون کو اس کے نفاذ کے لئے مہلت عطا نہیں فرمائی۔

دیکھئے یہاں فرعون اپنے اقتدار اور غلبہ کو بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے وجہ جواز بناکر پیش کرتا ہے۔ رکن کے معنے غلبہ کے یہاں بھی چسپاں ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے مخالفین کس طرح اقتدار کے نشے میں بدمست ہوتے ہیں۔ فرعون اپنے غیظ و غضب میں اتنا بڑھ گیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہو گیا

"وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ"

فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو تا میں موسیٰ کو قتل کردوں۔

موسیٰ کو اپنی دعاؤں پر بڑا ناز ہے۔ یہ کہتا ہے اس کا ایک قادر و توانا رب ہے اس کی حمایت اسے حاصل ہے اور وہ اس کا پشت پناہ ہے۔ "وَلْيَدْعُ رَبَّهُ" یہ اپنے رب سے دعائیں کر دیکھے۔ بلا لے اپنے پروردگار کو۔

الغرض فرعون اور اس کی مجلس شوریٰ کے ارکان اور دیگر ہمنوا لوگوں کے اس قسم کے اقدامات کی وجہ سے بہت کم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝

(یونس : ۸۴)

پھر (بھی) اس کی قوم کے چند نوجوان ہی اس پر ایمان لائے باقی لوگوں نے فرعون (کے ڈر سے) اور اپنی قوم کے بڑے لوگوں کے خوف سے کہ وہ انھیں کسی مصیبت میں (نہ) ڈال دے موسیٰ کی فرمانبرداری (اختیار) نہ کی اور فرعون یقینی طور پر جبر و دستی کرنے والا تھا اور حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔

ان سخت ظالمانہ اقدامات کے مقابل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ردّ عمل یہ تھا کہ انہوں نے کہا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

(المومن : ۲۸)

(اس پر) موسیٰ نے کہا، میں اپنے رب سے اور تمہارے رب سے ہر متکبر کی شرارت سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں لاتا پناہ مانگ چکا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ذرائع قوت وطاقت کے مقابلہ کے لئے کسی دنیوی سہارے کو نہیں پکڑتے بلکہ اپنے پروردگار کی امان طلب کرتے ہیں اور اسی کی پناہ میں آتے ہیں اور اسی امر کی تلقین وہ اپنے پیروکاروں کو' اپنے متبعین کو کرتے ہیں۔ قرآن کریم اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ○

(الاعراف : ۱۲۹)

(اس پر) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اللہ سے مدد مانگتے رہو اور صبر سے کام لو۔ ملک تو اللہ کا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے اور (اچھا) انجام متقیوں کے ہی ہاتھ رہتا ہے۔

دشمن کی ایذا رسانی پر صبر اور اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ مدد طلب کرنے کی ہی وہ نصائح ہیں جو خدا کے بندے راہِ مولیٰ میں دکھ اٹھانے والوں کو کیا کرتے ہیں کہ —

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی

———

جیسا کہ قبل ازیں لغت کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے کہ "رُکن" کے معنی قوت کے ذریعہ اور سامان کے ہیں خواہ جائیداد ہو یا جتھہ وغیرہ۔ فرعون ملک کا بادشاہ تھا ملک کے سب دریا اور نہریں اور تمام زمینیں اس کے قبضہ میں اور اس کے ماتحت تھیں موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر یہ زمینیں اور جائیداد اور ذرائع پیداوار اسی کے لئے رُکن کی حیثیت رکھتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل اس نے ان اشیاء سے بھی طاقت پکڑی۔ اس کے نزدیک یہ اشیاء بھی اس کے پہلو کو مضبوط کرنے والی اور اس کے لئے عظمت اور بڑائی کا موجب تھیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهٰرُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ○ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ○

(الزخرف : ۵۲-۵۳)

اور فرعون نے اپنی قوم میں یہ اعلان کیا کہ اے میری قوم! کیا مصر کی حکومت میرے قبضہ میں نہیں؟ اور یہ دریا (دیکھو) میرے تصرف کے ماتحت چل رہے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟ کیا میں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور کھول کر بات بھی نہیں کر سکتا اچھا ہوں (زیادہ اچھا ہے؟)

الغرض اس طرح کی باتیں کر کے' اپنی قوت وطاقت کا رعب دکھلا کر فرعون نے قوم سے حمایت چاہی اور ان کی رائے دریافت کی۔ اس کی شوریٰ اور اسمبلی تو پہلے ہی اس کی تائید کر چکی تھی لیکن وہ عوامی رائے کو بھی اپنے حق میں کرنا چاہتا تھا۔ اب اس نے اپنی قوت جتلا کر اور ایک قسم کے ریفرینڈم کی صورت قائم کرتے ہوئے لوگوں سے اپنے نہایت موزوں اور بہتر ہونے کے حق میں رائے طلب کی۔ اور جو سوال اس نے قوم کے سامنے رکھا اور جس انداز میں (اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس میں مخالفت کی صورت میں دھمکی بھی پوشیدہ ہے) ان سے اس کا جواب طلب کیا وہ مذکورہ بالا آیات سے بخوبی واضح ہے۔

اور چونکہ قوم کی اکثریت فاسق ہو چکی تھی اس لئے اس نے فرعون کے حق میں ووٹ دیا اور اس کی بات مان لی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ○

(الزخرف : ۵۵)

سو اس طرح اس نے اپنی قوم کو بہکا دیا اور انہوں نے اس کی بات مان لی۔ وہ لوگ عہد خداوندی توڑنے والے تھے۔

⊙ — رُکن کے لغوی معانی میں بتایا جا چکا ہے کہ اس کا ایک مطلب "العِزّ" یعنی غلبہ بھی ہے۔ چنانچہ فرعون کو یہ رُکن' یہ غلبہ بھی حاصل تھا۔ وہ اپنے وقت کا ایک جابر سلطان اور مقتدر بادشاہ تھا اور اس نے اپنے اس غلبہ اور اقتدار کے پہلو کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے وقت پیش کیا جیسا کہ "أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ" اور "إِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُونَ" کی تعلّی سے ظاہر ہے۔

⊙ — پھر رُکن کے ایک معنے "المَنْعَة" یعنی مددگاروں اور حفاظت کرنے والے جتھہ کے بھی ہیں فرعون کو رُکن کا یہ پہلو بھی حاصل تھا ملک بھر میں اس کے حامی اور کارندے پھیلے ہوئے تھے اور خود اس کی حفاظت پر بھی کئی پہریدار اور محافظ مامور تھے اور اسے اپنی جاہ وحشمت اور اقتدار اور اپنے مصاحبین کی حفاظت پر اتنا اعتماد اور غرور تھا کہ اس کے بالمقابل وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر پہلو سے انتہائی کمزور اور بے بس اور غیر محفوظ خیال کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق نہایت حقارت بھرے انداز میں کہا۔

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ○

(الزخرف : ۵۴)

(سو اگر وہ اچھا ہے) تو اس پر سونے کے کڑے کیوں نہیں نازل ہوئے۔ یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے جو اس کے اردگرد (اس کی حفاظت کے لئے) جمع ہوں۔

الغرض فرعون کے لئے اس کا نظام حفاظت اور مصاحبین یا اس کی سیکورٹی کونسل بھی اس کے لئے رُکن کی حیثیت رکھتی تھی اور اس کے لئے تسلّی کا موجب اور قوت وطاقت کے بڑھانے کا ذریعہ تھی۔

⊙ — رُکن کے ایک معنے جُند یعنی لشکر کے بھی ہیں۔ اور فرعون کو رُکن کا یہ پہلو بھی حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنی اس عسکری طاقت اور فوجی قوت کو بھی استعمال کیا۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ "فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهِ" میں رُکن کے معنے جُند یعنی لشکر کے خاص طور پر پیش نظر ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الذاریات میں جہاں فرعون کے اپنے رُکن کی طرف پھر جانے کا بیان ہے اس سے اگلی آیت میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُودَهُ" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل فرعون نے اپنے جس رُکن کا بطور خاص سہارا لیا اور اس سے طاقت پکڑی وہ اس کی فوجی قوت تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی فوجوں کو' اس کی تمام عسکری طاقت کو اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ اسے ہلاکت سے بچا نہیں سکیں۔

فرعون کو عسکری طاقت حاصل ہونے کا ثبوت قرآن کریم کی دیگر بعض آیات سے بھی ملتا ہے مثلاً فرمایا :-

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خٰطِئِينَ ○

(القصص : ۹)

اور سورۃ القصص میں فرمایا :-

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ○

(القصص : ۴۰)

اور اس نے بھی اور اس کے لشکروں نے بھی ملک میں بغیر کسی حق کے تکبر سے کام لیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹا کر نہیں لائے جائیں گے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جُنُود سے صرف فوج ہی مراد نہیں بلکہ تمام وہ تنظیمیں اور تمام وہ افراد' LEAGS یا جماعتیں جو فرعون کی ہدایت کے مطابق اپنی قوت کو اس کے حق میں استعمال کرتی تھیں وہ بھی اس کے جنود میں شامل ہیں۔

⊙ — خلاصہ یہ کہ فرعون جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باطل شکن دلائل کا مقابلہ نہ کر سکا تو اس نے اپنے اقتدار و غلبہ' اپنی فوجی قوت و طاقت' عسکری تنظیم' بادشاہت اور وسیع و عریض جائیدادوں کی ملکیت' سیکورٹی کونسل یا نظامِ حفاظت' اپنی مجلس شوریٰ' مصاحبین و خزائن اور ھامان کے ذریعہ سے ملک کی مذہبی تنظیم کی قوت سے طاقت پکڑی اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف استعمال کیا۔ چنانچہ "فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهِ" کے یہ معنی بھی ہیں کہ فرعون اپنے ان تمام ارکان' ان تمام SOURCES OF POWER کے واپس موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹا "وَقَالَ سٰحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ" اور طاقت و قوت کے نشے میں مست ہو کر نہایت متکبرانہ انداز میں موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بد زبانی شروع کر دی —— اس نے کہا یہ موسیٰ فریبی ہے' دھوکہ باز ہے' جادوگر ہے۔ اس کا دماغ چل گیا ہے۔ یہ مفتور العقل ہے۔ پاگل ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن یہ تو فرعون کے کہنے کی باتیں تھیں یہ تو خدا بہتر جانتا تھا کہ کون خود فریبی کا شکار ہے اور ساری قوم کو دھوکہ دے رہا ہے۔ کون ہے جو مداریوں اور جادوگروں کی طرح الٹی سیدھی باتیں کر رہا ہے۔ کس کا دماغ چل گیا ہے اور کون ایسا ہے جو توازن کھو بیٹھا ہے۔ کون ہے جو اپنی فوجی قوت اور اقتدار کے نشے میں ظلم اور سرکشی کی انتہا تک پہنچا ہوا تھا؟ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ فرعون کے ان ارکان' ان ذریعہ ہائے قوت نے اسے کیا فائدہ پہنچایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اس کے لشکروں اور عسکری طاقت کا کیا انجام ہوا۔ سورۃ الذاریات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ○ (آیت ۴۱)

اس پر ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پیچھے سے پکڑ لیا اور ان سب کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ (آج تک) اس پر ملامت ہو رہی ہے۔

اور سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ

نَعْشٰیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی ۝

(طٰہٰ: ۷۹-۸۰)

اور فرعون اپنے لشکر لے کر ان کے پیچھے پیچھے چلا اور سمندر نے اُن کو اور اس کے ساتھیوں کو بالکل ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت کا طریق نہ بتایا۔

فرعون بڑے بلند بانگ دعوے کرتا تھا کہ میں قوم کو سیدھے راستہ پر چلاؤں گا اور اُنہیں کامیابی کی راہ پر لے کر چلوں گا' وہ کہتا تھا:۔

قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی وَمَآ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝ (المؤمن: ۳۰)

فرعون نے کہا' میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو خود مجھے ٹھیک نظر آتا ہے اور میں تمہیں صرف ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں۔

لیکن خدا کا کلام یہ اعلان فرماتا ہے کہ اس گمراہ نے اپنی قوم کو بھی گمراہ کیا اور ہدایت اور کامیابی کا طریق نہ خود اختیار کیا اور نہ ہی اپنی قوم کو ہدایت کی راہ دکھائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ۝

(ھود: ۹۷-۹۸)

اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو ہر قسم کے نشان اور روشن دلیل دے کر فرعون اور اس کی قوم کے بڑے لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ لیکن انہوں نے (موسیٰ کو چھوڑ کر) فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم ہرگز درست نہ تھا۔

سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ فرعون اور اس کے جنود کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (القصص: ۴۱)

پس ہم نے اس کو بھی اور اس کے لشکروں کو بھی پکڑ لیا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا۔ پس دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟

فرعون اور اس کے ساتھی ہمیشہ کے لئے عوام کے لیڈر اور سربراہ رہنا چاہتے تھے سو وہ قوم کے امام تو بنے' اُن کی قیادت تو انہیں ملی لیکن وہ کیسی سرداری' کیسی قیادت تھی۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۝

(القصص: ۴۲-۴۳)

اور ہم نے اُن (فرعونیوں) کو سردار بنایا تھا جو (اپنی سرداری کے غرور میں) لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور اس دنیا میں بھی ہم نے اُن پر لعنت بھیجی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

اور سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ فرعون کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۚ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِیْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ۝

(ھود: ۹۹-۱۰۲)

یعنی وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے (آگے) چلے گا اور ان کو (دوزخ کی) آگ میں (جا) اُتارے گا۔ پھر وہ گھاٹ بھی اور اس میں اُترنے والے بھی بُرے ہوں گے۔

اور اس دُنیا میں بھی) ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی (لگادی جائے گی) یہ انعام جو انہیں دیا جانے والا ہے بہت ہی بُرا ہے۔

یہ تباہ شدہ) بستیوں کی خبروں میں سے ایک حصہ ہے ہم اسے تیرے سامنے بیان کرتے ہیں ان میں سے بعض (بستیاں ابھی تک موجود) کھڑی ہیں (یعنی ان کے نشان موجود ہیں) اور بعض تباہ شدہ حالت میں ہیں (یعنی اُن کے نشان تک مٹ گئے ہیں)

اور ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا (تھا) بلکہ انہوں نے (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا پھر جب تیرے رب (کے عذاب) کا حکم آگیا تو اُن کے معبودوں نے جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے اُنہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور سوائے تباہی میں ڈالنے کے اُنہوں نے (کسی بات میں) اُنھیں نہ بڑھایا۔

الغرض فرعون اور اس کے تمام ارکان' اس کے قوت وطاقت کے تمام ذرائع' اس کے تمام لشکر' اس کی ساری فوجی طاقت' خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بنی۔ اس کی اسمبلی یا پارلیمنٹ' اس کی مجلس شوریٰ' اس کا خاندان اور خاندان' اس کے تمام خزانے اور اقتدار کی قوت مامور من اللہ کے مقابلہ میں پارہ پارہ کردی گئی اور کوئی آئینی یا دستوری دفعہ' کوئی آرڈیننس اُسے خدا تعالیٰ کی گرفت سے نہ بچا سکا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ۝

اور تیرے رب کی گرفت جب وہ بستیوں کو اس حالت میں کہ وہ ظلم پر ظلم کر رہی ہوں پکڑتا ہے' اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ اس کی گرفت بڑی ہی دردناک (اور) سخت ہوتی ہے۔

(ھود: ۱۰۳)

اس کے برعکس حضرت لوط علیہ السلام کی بداخلاق اور بدکردار قوم جب اپنے ظلم وستم' ناانصافیوں اور توہین آمیز سلوک میں حد سے آگے بڑھ گئی تو آپ نے بڑے درد سے کہا:

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۝

اس نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ میں (کسی قسم کی) قوت حاصل ہوتی (تو میں تمہارا مقابلہ کرتا) لیکن اگر یہ نہیں تو یہی صورت باقی ہے کہ میں ایک زبردست جائے پناہ کی طرف جھک جاؤں۔

اس رکنِ شدید سے کیا مراد ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رَحِمَ اللّٰهُ لُوْطًا كَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ

یعنی اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے وہ رکن شدید یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لیا کرتے تھے۔

الغرض جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے آپ کو مخالفین کے مقابلہ میں بالکل بے بس پایا تو کسی دُنیوی ذریعہ قوت کی طرف رُخ کرنے کی بجائے اپنے وجود کو کُلّیۃً خدا کے سپرد کردیا اور اس کی پناہ طلب کی جو سب سے زیادہ مضبوط اور قوی سہارا ہے۔ اس پر خدا کے فرستادوں نے آپ کو اس بدکردار ظالم قوم کی ہلاکت سے متعلق خبر دی اور وہ قوم ایک خوفناک زلزلہ کے ذریعہ تباہ وبرباد کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ۝

پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اس (بستی) کے اوپر والے حصہ کو نیچے والا (حصہ) بنادیا اور اس پر سوکھی مٹی کے بنے ہوئے پتھروں کی یکے بعد دیگرے بارش برسائی جو تیرے رب کی تقدیر میں (ان کے لئے ہی) مقدر (اور نامزد) کئے ہوئے تھے۔ اور ظالموں سے (بھی) یہ عذاب دور نہیں۔

قرآن کریم قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ابدی صداقتوں سے معمور ایک زندہ آسمانی کتاب ہے جو بعض اوقات ماضی کے آئینہ میں مستقبل کے حقائق کو پیش کرکے دکھاتی ہے۔ اس میں درج شدہ واقعات ایسی لازوال سچائیوں سے پُر ہیں جن میں ہدایت ورحمت کا سامان بھی ہے اور نصیحت وعبرت کا بھی۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبی بناکر مبعوث فرمایا اور آپ سے متعلق الہام میں خبر دی کہ آپ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ ہیں اور بالخصوص آپ کو الہام الٰہی میں موسیٰ نام بھی دیا گیا اور بتایا گیا کہ آپ پر بھی موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے حالات کی مانند احوال وارد ہوں گے۔

"یَاْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی"

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی خدا کے اس مامور کے مخالفین وہی حربے اور وہی ہتھکنڈے اختیار کر رہے ہیں جو کبھی موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون اور اس کے ساتھیوں نے اپنائے تھے۔ وہی اعتراض' وہی چالیں' وہی انانیت' وہی اَنَا خَیْر اور اَنَا رَبُّکُمْ کی تعلّیاں' وہی فریب اور مکاریاں' وہی افترا پردازی اور دشنام طرازیاں' وہی ظلم وتشدد اور عیاریاں۔

دوسری طرف آج بھی نور نبوت سے فیضیاب ہونیوالے اسی سنت پر گامزن ہیں جو انبیاء کرام کی سنت ہے یعنی خدا تعالیٰ سے صبر وصلوٰۃ کے ذریعہ استمداد' اسی پر توکل اور اپنے آپ کو اس کی پناہ میں دیدینا۔ گویا وہ عملاً یہ اعلان کرتے ہیں کہ

عدو جب بڑھ گیا شور وفغاں میں
نہاں ہم ہوگئے یارِ نہاں میں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رُسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک ہلاکت کے وقت بچائے جائیں گے۔"

آج اِس پُرآشوب دَور میں یہی وہ نصیحت ہے جو ہمیں ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بار بار فرما رہے ہیں۔ پس آئیے ہم اپنے آپ کو اس رکنِ شدید کی پناہ میں دیدیں جو القوی العزیز ہے۔ جو قدیر' قادر اور مقتدر ہے جس سے ہر قوت پھوٹتی ہے اور جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اگر ہم دشمن کے مقابلہ کیلئے اپنے آپ کو اس کی امن وامان میں دیدیں گے تو پھر وہ خود ہماری طرف سے میدان میں آئے گا۔ مخالفوں پر ایک زبردست زلزلہ طاری ہوگا۔ کبر وانانیت کی صف لپیٹ دی جائیگی۔ اور خدا کے وہ راستباز بندے جنہیں آج سائل اور حقیر خیال کیا جاتا ہے وہی ہیں جنہیں آسمان پر ہی نہیں زمین پر بھی عزت دی جائیگی اور وہی اس زمین کے وارث ہوں گے۔ ہاں وہ گھڑی اب دور نہیں صبح صادق طلوع ہونے کو ہے اور ظلم کی تاریک رات ہے اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے۔ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝

منقولات

کیا اسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے؟

روشن دماغ اور بیدار مغز مسلمان دانشوروں کی آراء

جناب عبدالوحید خاں صاحب بی اے ایل ایل بی

موصوف اپنی تصنیف "تاریخ افکار و سیاسیات اسلامیؒ" کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ:۔

"...... جب اسلام نے دوسری اقوام کو مذہبی آزادی عطا کی ہے تو اس مسلمان کو قتل کی سزا کیوں دی جاتی ہے جو اپنی تحقیق کی غلطی و گمراہی سے اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ارتداد کے جرم میں لاکھوں مسلمانوں کو فقہاء کے فتووں کی وجہ سے قتل کی سزا برداشت کرنی پڑی۔ جن مسلمانوں نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا صرف ان ہی کو ان سزاؤں کا شکار نہیں ہونا پڑا بلکہ ان مقتولین میں زیادہ تعداد ایسے مسلمانوں کی ہے جو اپنے آپ کو راسخ العقیدہ مسلمان کہتے اور آخر کار اسلام پر عامل تھے۔ مگر بعض جزئیات کے اختلافات کی بناء پر قاضی کی عدالت خود ان کے مرتد ہو جانے کا فیصلہ کر کے قتل کی سزا تجویز کر دیتی تھی۔

ان کے ان احکامات کی بنیاد سورہ توبہ کی پانچویں آیت کا یہ حصہ ہے:۔

"مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں کہیں ملیں گرفتار کر لو نیز ان کا محاصرہ کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔"

حالانکہ یہ آیت اُن اہل مکہ سے تعلق رکھتی ہے جنہوں نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑ ڈالا تھا اور جنہوں نے باوجود عہد و پیمان کے اس قبیلے پر سختی کی تھی جس نے ان کے خلاف معاہدہ تاخت و تاراج سے تنگ آکر مسلمانوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی۔

آیت کے مذکورہ حصے سے پہلا جملہ ہی مطلب کی مکمل وضاحت کرتا ہے جو یہ ہے:۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ

جب حرمت کے مہینے گزر جائیں (یعنی جب جنگ کی حالت قائم ہو جائے) مشرکین کی بدعہدی کا علم ہو جانے کے بعد یعنی حج کے دن سے چار ماہ یعنی ۱۰ ربیع الاول تک کی ان کو مہلت دیدی گئی تھی۔ اس مدت کے ختم ہونے کے بعد مشرکوں کو قتل کرنے اور گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن بعض فقہاء نے پورے واقعہ کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ایک حصہ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں۔

اس آیت سے پہلی آیات میں پورے واقعہ کی تفصیل ہے جس کے بعد اس قسم کی تاویل قابل افسوس معلوم ہوتی ہے۔ پہلی آیت سے چھٹی آیت تک اس تمام واقعہ کو دہرایا گیا ہے کہ جن مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں نے معاہدہ کیا تھا اب وہ بری الذمہ ہیں۔ اس میں چار ماہ کی مدت دے کر حج کے دن اس کی عام منادی کرانے اور ان لوگوں کو مستثنیٰ کرنے کا بھی ذکر ہے جنہوں نے معاہدہ کی پابندی کی۔

اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نبیؐ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک شخص کو اس جرم میں قتل کی سزا دی تھی کہ وہ جماعت اسلامی کو چھوڑ کر خلاف اسلام گروہ میں شریک ہو گیا تھا۔ اور اس کی اس حرکت سے فساد کا اندیشہ تھا۔ فقہاء نے آپ کے اس فعل سے قتل مرتد کا عام مسئلہ مستنبط کر لیا۔ اور اس کی تائید میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے ایک ٹکڑے کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کرنا شروع کر دیا۔ اسلام کی اجتماعی حیثیت ختم ہو جانے کے بعد اس قسم کی مشکلات فقہاء کو برابر پیش آتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تاویلات بسا اوقات مضحکہ خیز بن جاتی ہیں اور وہ اسلام کو ہدف اعتراض و تنقید بناتی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ارتداد بذات خود کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر اس سے جماعت کے اندر انتشار اور تفریق یا حکومت میں فتنہ و فساد کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو یقیناً یہ فعل ایک سنگین جرم سمجھا جائے گا۔ جس کی سزا حالات کے مطابق مقرر کی جائے گی۔ عام حالات میں معمولی سزا کافی ہوگی۔ لیکن جنگ کے زمانے میں جماعت کے کسی آدمی کا کٹ کر دوسری مخالف جماعت میں جا ملنا بہت سے مفاسد کا باعث ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جماعت کے خفیہ حالات کی اطلاع رسانی وغیرہ کا خطرہ اس سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کو قتل کرنے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں رہتی۔ اس لئے جنگ کی حالت میں یہ صورت بالکل ناگزیر ہے۔ لیکن کسی شخص کا صرف عقائد کی رُو سے مرتد ہو جانا جو بالعموم انسان کی گمراہی یا تحقیق کی غلطی سے واقع ہوتا ہے بالکل مختلف ہے۔ بالخصوص جبکہ اسلام کا نظام اجتماعیت دین و سیاست کی تقسیم کا شکار ہو گیا ہو۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ پر مبنی ہے۔ لہٰذا اسلام جہاں دوسری اقوام کو مذہبی آزادی دیتا ہے وہیں کسی کے ذاتی عقائد کے احتساب کو بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ دین کے معاملہ کو (اس نے) انسان کے غور و تدبر پر چھوڑ دیا ہے۔"

(تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی صفحہ و ۱۲ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ)

جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کی تصنیف "اسلام میں ارتداد کی سزا" پر پروفیسر رفیع اللہ شہاب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"زیر تبصرہ کتاب خود مصنف کے مطابق ایک مسلمان جج کے اس اظہار خیال کے رد میں ہے کہ ارتداد گناہ ہے نہ کہ جرم۔ اور اسی لئے اسلام میں اس کی کوئی سزا اس دنیا میں نہیں ہے۔ (صفحہ ب)۔ مصنف مُصر ہے کہ ایسے خیالات رکھنے والے صاحب علم احساس کمتری کا شکار ہیں۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ ارتداد ایک جرم ہے۔ جس کی سزا موت ہے۔ (صفحہ ۲۳)۔ مصنف کے مطابق ارتداد کی چار اقسام ہیں۔ یعنی ——— ایمان کا ارتداد ——— عمل کا ارتداد ——— زبان کا ارتداد اور فرض احکام کو بجا لانے کا ارتداد (صفحہ ۲۴) شروع سے آخر تک وہ ارتداد کو کفر کے مساوی قرار دیتا ہے۔ اور اس خیال کی روشنی میں وہ فیصلہ دیتا ہے کہ ارتداد کی سزا موت ہے۔ ان خیالات کی تائید میں مصنف نے کتاب کے آخر میں مفتی محمد شفیع کا فتوٰی شائع کیا ہے۔ جس کے مطابق

ایسا مسلمان بھی مرتد کہلائے گا جس کا اعتقاد یا عمل قرآنی تعلیمات کے مطابق نہ ہو (صفحہ ۷۵)

ارتداد کی اس مفصل تعریف کے مطابق ——— کافر تو کافر ایک مسلمان بھی جو بے عمل ہو۔ گردن زدنی سے بچ نہیں سکتا۔ مثلاً سود کا کاروبار اسلام میں ایک بڑا جرم ہے اور قرآن نے اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان سود کے لین دین پر مُصر ہو تو ہے۔ یا مصرفات کی غلط تعریف کر کے اسے جائز بنا لیتا ہے تو وہ مُرتد قرار دیا جائے گا اور اسے موت کی سزا ملے گی۔

موت کی سزا حدود کی سزاؤں کے تحت آتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مقرر فرمایا ہے۔ ارتداد کے متعلق قرآن مجید میں درجنوں آیات موجود ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ مگر کوئی سزا اس مادی دنیا میں اس کی مقرر نہیں کی گئی۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیات (کا ترجمہ) ملاحظہ فرمائیے:۔

"جو ایمان لائے۔ پھر منکر ہوئے۔ پھر ایمان لائے۔ پھر منکر ہوئے۔ اور پھر انکار میں پختہ ہو گئے۔ اللہ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور نہ انہیں سیدھے راہ کی ہدایت دے گا۔" (۴: ۱۳۷)

یہ آیت ایک واضح اعلان ہے۔ اور گویا کہ مصنف کے اس خیال کے خلاف

کہ مرتد کی سزا موت ہے۔ ایک فیصلہ کا حکم رکھتی ہے۔ اس آیت میں بار بار ارتداد اختیار کرنے اور پھر اسلام لانے کی صورت پیش کی گئی ہے۔ لیکن اس کی اس دنیا میں سزا کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس لئے ارتداد ایک گناہ تو ہو سکتا ہے۔ جرم نہیں کہلا سکتا۔

اگر (ایسے شخص کو) ارتداد کے پہلے ارتکاب پر قتل کرنا (لازم) ہوتا۔ تو اُسے بار بار دین کو بدلنے کی مہلت کیسے ملتی؟

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں بہت سے ایسے منافق تھے۔ جن کے اسلام سے ارتداد کی تصدیق اللہ تعالےٰ نے خود قرآن میں کر دی تھی۔ لیکن آپؐ نے کبھی (ایسے شخص کو) قتل نہ کروایا۔

خود بھی صحت کا قائل نہیں

مصنف نے جو مختلف دلائل (اپنے نظریئہ کی وضاحت میں) پیش کئے ہیں۔ ان سے ایسے لگتا ہے کہ قرآن سے جو نتائج اُس نے نکالے ہیں۔ وہ خود اُن کی صحت کا قائل نہیں ہے۔ اِسی لئے اُس نے یہ کوشش کی ہے۔ کہ وہ احادیث نبویؐ سے ارتداد کی سزا کو "حد" کی ایک سزا ثابت کرے۔ حالانکہ اسلام کے مستند اہل فقہ کے مطابق "حد" کی سزا صرف قرآن سے ثابت کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد شلتوت سابقہ ریکٹر الازہر یونیورسٹی نے فرمایا۔ اور خود مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر اس کا حوالہ دیا ہے کہ

اُسے احادیث سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

تاہم اس اُصول کے خلاف مصنف نے "ارتداد کی سزا موت" ایک کمزور حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حدیث کو کئی طریقوں سے غلط ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اگر مصنف نے عکرمہ کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے کی فکر کی ہوتی۔ تو وہ اس طرح جلد بازی سے نتیجہ نکالنے سے گریز کرتا۔

؎ امام قاسم نے عکرمہ کو سخت جھوٹا شخص قرار دیا تھا۔ (مشکوٰۃ نور محمد ص ۶۱۱)

؎ حضرت سعید ابن مسیب نے اسی طرح کے خیالات کا اظہار عکرمہ کے متعلق کیا تھا ـــــ اور

؎ سلیمان بن معید کے مطابق عکرمہ سے اتنے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے تھے۔ کہ اُس کا جنازہ بھی نہ پڑھا گیا تھا۔

اس حدیث کے برعکس امام بخاریؒ نے ایک اور حدیث بیان کی ہے۔ جس کے مطابق حضورؐ کی زندگی میں

؎ ایک عرب دیہاتی ـــــ مرتد ہو گیا۔ مگر حضورؐ نے اُسے موت کی سزا نہیں دی۔ اس کے بجائے آپؐ نے اس کو مدینہ چھوڑنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ یہ مبارک شہر ایک بھٹی کی طرح ہے۔ جو نیکی کو بدی سے علیحدہ کر دیتی ہے۔

(کتاب الاحکام۔ باب: من بیاتم استحال البیات)

وہ بغاوت کی سزا تھی

مصنف اس واقعہ کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے۔ کہ بعض قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا ـــــ تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مرتد قرار دے دیا۔ اور اُن سے جنگ کی۔ ایسے لگتا ہے کہ مصنف نے ان قبائل کی بغاوت کی تفصیل کا مطالعہ نہیں کیا۔ تقریباً تمام کے تمام تاریخ اسلام کے بڑے اور مستند تاریخ دان متفق ہیں کہ

اِن باغی قبائل نے مدینہ پر حملہ کر دیا تھا۔ اور مسلم حکومت کے خلاف بغاوت کی سزا انہیں دی گئی تھی۔

اسی طرح حدیث پر بڑے بڑے عبور رکھنے والے محدثین نے انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(آئینہ شرح بخاری۔ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

اسلامی فقہ کی کتابوں میں مرتدوں کے خلاف فیصلہ کے سلسلہ میں جو ذکر آتا ہے

اُس میں بالخصوص مرتدوں کی مسلمانوں اور مسلم حکومت کے خلاف جنگ کو وجہ بیان کیا گیا ہے۔ (شرح فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۹۱)

ظاہر ہے کہ ان تفصیلات کی رُو سے صرف ان مرتدین کو قتل کیا گیا تھا۔ جنہوں نے اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کی یا جنگ اور تحفظی تحریک

اِسلام کو گناہِ کبیرہ تصور کیا گیا۔ جس کی سزا قیامت کے روز ملے گی۔

قرآن ایک بے گناہ شخص کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ کسی شخص کے قتل کا فتویٰ دینے سے پہلے انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ

مصنف اس مسئلہ کا دوبارہ مطالعہ کرے گا۔ اور اپنے خیالات پر نظر ثانی کرے گا۔ جیسا کہ اُس نے میری ریسرچ (تحقیق) کے نتیجہ میں انسانی جسم میں دوسروں کے اعضاء جوڑنے کے موضوع پر اپنے خیالات کو تبدیل کر چکا ہے۔

("پاکستان ٹائمز" میگزین سیکشن ۱۱ر فروری ۱۹۸۳ء)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی عظیم الشان تحریک

مبارک ہیں وہ بھائی، بہنیں اور عزیز جنہیں اس نہایت بابرکت اور عظیم الشان تحریک میں حصہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

صد سالہ جوبلی کی یہ عظیم الشان تقریب انشاء اللہ تعالےٰ مارچ ۱۹۸۹ء میں اپنی پوری شان کے ساتھ منائی جائے گی۔ اس کی تیاری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دسمبر ۱۹۸۷ء تک کل رقم وعدہ جات ادا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تا اس مبارک تقریب سے قبل جن منصوبوں اور انتظامات کی تکمیل ضروری ہے وہ انجام دی جا سکے۔

سو اس مبارک تحریک میں حصہ لینے والوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں دسمبر ۱۹۸۷ء سے پہلے پہلے اپنے کل وعدہ جات کی رقوم ادا کر کے ترقی اور غلبہ اِسلام کے پروگرام کو قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کریں اور صد سالہ جوبلی کی تقریب کی حقیقی خوشیوں اور مسرتوں سے لطف اندوز ہونے کے اپنے لئے سامان پیدا فرمائیں۔

جملہ صدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال و سیکرٹریانِ جوبلی فنڈ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ افراد جماعت کے ذمہ بقایا جات کی وصولی کے لئے خصوصیت سے اپنی جدوجہد تیز کرنے کی طرف توجہ کر کے ممنون فرمائیں اور وقتاً فوقتاً اپنی کارگزاری سے دفتر نظارت بیت المال آمد کو بھی مطلع فرماتے رہیں۔ شکریہ جزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

(نوٹ) نظارت بیت المال آمد کے ریکارڈ کے مطابق آپ کی جماعت کے افراد کے وعدہ جات، وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی تفصیل بذریعہ ڈاک آپ کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ولادت و درخواست دُعا

میری بڑی لڑکی عزیزہ امۃ الباسط نعیمہ اہلیہ عزیزم احمد عبد الحکیم صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ۱۶ر ستمبر ۱۹۸۶ء روز سہ شنبہ پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے۔ زچگی آپریشن کے ذریعہ ہوئی۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ نے ازراہِ شفقت نومولودہ کا نام "راضیہ تسنیم" تجویز فرمایا ہے۔ زچہ و بچی کی صحت و سلامتی اور عزیزہ نومولودہ کی درازی عمر نیک صالحہ اور خادمہ دین ہونے کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے۔

نومولودہ خاکسار کی نواسی اور محترم احمد عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم کی پوتی ہے۔

خاکسار۔ بشیر الدین احمد حیدر آبادی

بدر کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا جماعتی فریضہ ہے! (مینیجر بدر)

منقولات

جماعت اسلامی ایک انتہاپسند تنظیم ہے

کوئٹہ ۹ اگست ــ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے جماعت اسلامی کو انتہاء پسند تنظیم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پاکستان میں مافیا سے کم نہیں ہے۔ وہ جمعہ کے روز اپنی پارٹی کی مقامی شاخ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں یہاں اخبار نویسوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کسی دوسرے مارشل لاء سے بچنے کے لئے بھی اُن کی پارٹی اور جماعت اسلامی میں کوئی مفاہمت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جماعت اسلامی کی ماضی کی تاریخ کو دیکھتے ہوئے اُس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا نورانی نے کہا کہ جماعت اسلامی نہ تو مذہبی جماعت ہے اور نہ ہی سیاسی جماعت قرار دی جاسکتی ہے اُن کا مذہب تشدد پر مبنی ہے ......

اُن کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں اُنہوں نے توجہ دلائی کہ ملک اس وقت ایک نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ اور یہ ایسا وقت ہے کہ جب کہ ہمیں معمولی اختلافات سے بالا ہوکر ملک کی مضبوطی اور سلامتی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان جس کو پاکستان کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ اس کی طرف سے بھی ملک کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا کہ ان آمرانہ جماعتوں نے پہنچایا ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ نورانی صاحب نے کہا کہ مارشل لاء کے نفاذ کے نتیجہ میں علاقائی احساسات اور تلخیوں نے جنم لیا ہے۔ اور مختلف صوبوں کے لوگوں میں باہمی نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سیاسی پارٹیوں کی شمولیت کے بغیر انتخاب کے نتیجہ میں ملک میں کئی غیرمعمولی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اور حکومت اسلام کے نام پر استحصال کی پالیسی اپنا رہی ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ .... ابھی وقت ہے وہ سب طبقے جن پر ظلم ہو رہا ہے متحد ہو کر اپنے آپ کو مزید خطرات سے بچانے کی کوشش کریں ۔ (”ڈان“ کراچی ۱۰ اگست ۱۹۸۶ء)

سپریم کورٹ کے شرعی بینچ میں شرعی عدالت کے ایک حکم کو چیلنج

لاہور ۱۹ جولائی ـ سپریم کورٹ کے شرعی بینچ نے اس اپیل کو زیر غور لانے کی خصوصی اجازت دی ہے کہ آیا عدالت ایک احمدی وکیل کو عدالت میں پیش ہونے سے روکنے کی مجاز ہے۔

مرافعہ گذار محمد اشرف نے اپنی داخل کردہ اپیل میں یہ سوال اُٹھاتے ہوئے کہ شرعی عدالت میں اُس کے احمدی وکیل مسٹر غلام مجتبیٰ کو پیش ہونے سے روکنے اور اُسے یہ حکم صادر کرنے کے حکم کو چیلنج کیا ہے۔ کہ ”حسب ضابطہ شرعی عدالت قاعدہ ۲، ۳ اُسے کوئی مسلم وکیل پیش کرنا چاہیئے“

اپنی اپیل میں اپیل گذار نے حسب ذیل اُمور پیش کئے ہیں۔

شرعی عدالت کے ضابطہ ۲، ۳۔ وکالت پیشہ افراد کے بارہ میں ضابطہ عدالت دفعہ ۲۲ اور قوانین علمداری شرعی حدود ۱۹۷۶ء کے متناقض ہے۔

انہوں نے یہ سوال بھی اُٹھایا ہے کہ کیا فیڈرل شریعت کورٹ آئین کی دفعہ B ۲۰۳ کے مطابق اپنے ججوں کے مقرر کرنے اور برطرف کرنے کے تعلق سے حسب دفعہ C ۲۰۳ شق ۵، ۸ آئین پاکستان اور قوانین آزادی عدلیہ کے با مقصد ریزولیشن جسے اب آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے کے مطابق صحیح معنوں میں قائم شدہ عدالت ہے؟

مرافعہ گذار نے واضح کیا کہ ایف ایس سی (فیڈرل شریعت کورٹ) مسٹر غلام مجتبیٰ ایڈووکیٹ کو ضابطہ ۲ ایف ایس سی کی رو سے جو کہ حدود ایکٹ کے خلاف ہے عدالت میں پیش ہونے سے روکنے کی مجاز نہیں کیونکہ اُس کا مؤکل اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے نہ کہ قادیانی اور وہ سی ایم ایل اے کے حکم ۲ ۱۹۸۴ء اور آئین کی دفعہ ۲۶۳ کی ذیل میں نہیں آتے۔

(”ڈان“ کراچی ۲۲ جولائی ۱۹۸۶ء)

منظوری عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

مئی ۱۹۸۶ء تا اپریل ۱۹۸۹ء / ہجرت ۱۳۶۵ ہش تا شہادت ۱۳۶۸ ہش کے لئے مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداران کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں مقبول خدمات کی توفیق دے۔ آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ کٹک

صدر ..... مکرم سید ابوصالح صاحب
نائب صدر ..... ” عبدالباسط خان صاحب
سیکرٹری جنرل و امور عامہ } ” سید فضل جلیل صاحب
سیکرٹری مال ..... ” خالد احمد صاحب
ایڈیشنل ” ” ..... ” صلاح الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ ..... ” سید طاہر احمد صاحب
” جائیداد ..... ” غلام مصطفیٰ صاحب
” ضیافت ..... ” میر عطاء الرحمٰن صاحب
” تحریک جدید و وقف جدید } ” محمد انصار الحق صاحب

نوٹ:۔ بذریعہ ریزولیشن ۱۵۶ / ۱۳/۹/۸۶ صدر انجمن احمدیہ نے ان تمام احباب کی منظوری عطا فرمائی۔

گڑپدا

صدر ..... مکرم عبدالصمد خان صاحب
سیکرٹری مال ..... ” تاج الدین خان صاحب
” تبلیغ، تعلیم و تربیت } ” چوہدری فیروز احمد خان صاحب

اٹارسی

صدر ..... مکرم ابرار حسین صاحب
سیکرٹری مال و امور عامہ } ” عبدالہادی صاحب
سیکرٹری تبلیغ و ضیافت ... مکرم مفضل حسین صاحب

پالگھاٹ

صدر ..... مکرم پی پی محمد صاحب
سیکرٹری مال ..... ” ایو کے محمد صاحب
” تبلیغ ..... ” کے ایم محمد صاحب

جڑچرلہ

صدر ..... مکرم میر احمد عارف صاحب
نائب صدر ..... ” ہاشم شریف صاحب (برائے محبوب نگر)
سیکرٹری مال و ضیافت } مکرم میر احمد اشرف صاحب
سیکرٹری تبلیغ و امور عامہ } ” محمد صادق صاحب
سیکرٹری تعلیم ..... مکرم محمد ابراہیم خان صاحب
” تحریک جدید و وقف جدید } ” میر احمد ظفر صاحب

پاڑی پورہ

صدر ..... مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک
سیکرٹری تبلیغ، تربیت، امام الصلوٰۃ } ” میر عبدالرحمٰن صاحب
سیکرٹری تعلیم ..... مکرم بشیر احمد کوکے صاحب
” مال ..... ” میر عبدالمجید صاحب
” ضیافت ..... ” راجہ عبدالرحمٰن خان صاحب
” جائیداد و نو کرافٹ } مکرم میر بدرالدین صاحب
سیکرٹری تحریک جدید ... مکرم میر منظور احمد صاحب
” وقف جدید ..... ” محمد یوسف صاحب
” امور عامہ ..... ” عبدالمجید ٹاک صاحب ایڈووکیٹ
” وصایا ..... ” غلام محی الدین صاحب
آڈیٹر ..... ” غلام نبی ناظر صاحب
محاسب ..... ” ماسٹر غلام احمد صاحب

کوچین

صدر ..... مکرم چچاپچ ناصر صاحب
نائب صدر ..... ” پی پی منصور صاحب
سیکرٹری مال ..... ” کے اے مجید صاحب
” تبلیغ ..... ” کے وی کبیر صاحب
” تعلیم و تربیت ..... ” ایم پی ابوبکر صاحب
” ضیافت ..... ” ٹی اے حسین صاحب
” رشتہ ناطہ ..... ” کے عبدالکلام صاحب
” امور عامہ ..... ” پی ایم یوسف صاحب

ڈوان

صدر ..... مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ ..... ” بشیر احمد صاحب
” مال ..... ” سید علیم الدین صاحب
” امور عامہ ..... ” محمد اسمٰعیل صاحب

پیتھہ پیرم

صدر ..... مکرم پی محمد علی صاحب
سیکرٹری مال ..... ” پی پی حمزہ صاحب
” امور عامہ و رشتہ ناطہ } ” سی کے ابوبکر صاحب
سیکرٹری تبلیغ، تربیت و تعلیم } مکرم سی کے زین الدین صاحب

جماعت احمدیہ جموں

صدر .... مکرم بابو محمد یوسف صاحب
سیکرٹری تبلیغ .... ,, علی محمد صاحب دانی
,, امور عامہ .... ,, بشیر احمد صاحب شاکر
,, مال .... ,, بابو محمد یوسف صاحب
,, نگران مسجد .... ,, محمد اکبر بیگ صاحب

اودھے پور کشمیر

صدر .... مکرم قدیر خان صاحب
سیکرٹری مال .... ,, خورشید خان صاحب
,, تبلیغ .... ,, احسن خان صاحب
,, ضیافت .... ,, سرور خان صاحب

اندورہ

صدر .... مکرم راجہ محمد ابراہیم خان صاحب

سیکرٹری مال ..... مکرم سمیع اللہ خان صاحب
(ایک سال کیلئے یعنی ۱۹۸۷ء تک مشروط)

کرونا گاپلی

صدر .... مکرم بی عبد الجلیل صاحب
نائب صدر .... ,, کے پی محمد شمس الدین صاحب
جنرل سیکرٹری .... ,, پی ایچ عبد الواحد صاحب
سیکرٹری مال .... ,, اے احمد شریف صاحب
,, تبلیغ و تربیت .... ,, ای محمد کنجو صاحب کارالی
,, تعلیم .... ,, کے علی کنجو صاحب
,, جائیداد .... ,, بی علیار کنجو صاحب
,, ضیافت .... ,, ایم محمد شریف صاحب
,, رشتہ ناطہ .... ,, پی اے عبد السلام صاحب
محاسب .... ,, ایم محی الدین کنجو صاحب
آڈیٹر .... ,, ایم محمد محی الدین صاحب کنجو

مرکز کو ضرورت ہے

(۱) :- آڈٹ کے سرکاری محکمہ یا بڑی کمپنیوں سے ریٹائر شدہ یا بہترین اکاؤنٹنٹ ریٹائر شدہ کی ان کے اپنے صوبہ میں یا قریب کے کسی صوبہ میں خدمات کی ضرورت ہے۔

(۲) :- ایسے ٹرینڈ ٹیچرز جو مرکز میں کام کرنا چاہتے ہیں۔

(۳) :- جو صاحب اچھے کاتب ہوں۔

(۴) :- جو صاحب آٹو میٹک پرنٹنگ مشین کے بطور مشین مین تجربہ کار ہوں۔

(۵) :- ایسے نوجوان گریجویٹ، انڈر گریجویٹ، میٹرک یا انڈر میٹرک جنہیں ٹریننگ دے کر تبلیغی کام پر لگایا جا سکے۔

ہر ایسے دوست اپنے معروفہ سرٹیفکٹ اپنی جماعت کے صدر یا امیر جماعت کی معرفت نظارت علیا کو بھجوائیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

باشرح چندہ ادا کرنے کی اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گزشتہ دورۂ یورپ کے موقعہ پر ایک مقام پر منعقدہ مجلس شوریٰ میں مالی امور سے متعلق رپورٹ پیش ہونے پر احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

جہاں تک وصیت کے چندہ کا تعلق ہے اس کی شرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظور کردہ ہے اس میں سرے سے کوئی تخفیف نہیں ہو سکتی۔

موصیوں کو چاہیئے کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ شرح کے مطابق حصہ آمد ادا کریں۔ اس میں کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ چندہ عام میں ایسے لوگوں کے لئے مخصوص حالات یعنی مالی بوجھ وغیرہ کی وجہ سے شرح کے مطابق چندہ ادا کرنے سے مجبور ہوں سہولت کی ایک صورت پیدا ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے مخصوص حالات کی بناء پر شرح میں کمی کی درخواست کریں لیکن وہ اپنی صحیح آمدن نہ چھپائیں اور پوری آمدن درج کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر ایسی درخواست کو منظور کر کے انہیں کم خرچ کے مطابق چندہ عام ادا کرنے کی اجازت دے دوں گا۔ بغیر اجازت حاصل کئے کسی کو بھی از خود شرح سے کم چندہ ہرگز نہیں دینا چاہیئے اور نہ کوئی احمدی ایسا ہونا چاہیئے جو سرے سے نادہند ہو ہمارے تمام معاملات اور کاموں کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہیئے جس عمارت کی بنیاد تقویٰ پر نہیں وہ جتنی بلند ہوتی جائے گی اتنی ہی زیادہ مہلک ہوتی چلی جائے گی۔

(بحوالہ اخبار بدر ۷ اکتوبر ۸۲ء)

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد سے باشرح لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی فرضیت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

ماہ مئی ۸۶ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اگر کسی احمدی بھائی بہن اور عزیز نے نئے مالی سال کے بجٹ میں اپنی کم فہمی کی وجہ سے اپنی کم آمد نوٹ کرائی ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے مقامی عہدیداروں (صدر صاحب یا سیکرٹری صاحب مال) کو اپنی صحیح آمد نوٹ کرا کر مقامی بجٹ میں درستی کرالیں اور دوران سال میں باشرح چندہ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ دفتر ہذا کو بھی اطلاع دی جائے تاکہ انکے رزق اور مال میں خیر و برکت کے لئے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جائے اگر کسی دوست کو اپنی اصل آمد پر پوری شرح کے ساتھ اپنا ماہوار چندہ ادا کرنے میں کوئی حقیقی مجبوری ہو تو وہ اپنی اس مجبوری کو پیش کر کے کم شرح کے ساتھ چندہ ادا کرنے کی درخواست اپنی جماعت کے صدر صاحب کی رپورٹ اور سفارش کے ساتھ حضور کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کرنے کے لئے نظارت ہذا کو بھجوا سکتے ہیں۔

اگر کوئی دوست نہ درخواست دیتا ہے نہ پوری شرح کے ساتھ اپنا ماہوار چندہ ادا کرتا ہے تو وہ اپنے امام کے ارشادات کی نافرمانی کر کے خدا تعالیٰ کے حضور مجرم ٹھہرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کے ارشادات پر کما حقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

پروگرام دورہ نمائندہ تحریک جدید برائے صوبہ جموں و کشمیر

نظام تحریک جدید کے ذریعہ اکناف عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی مہم اور غلبہ اسلام کا جہاد زور و شور سے جاری ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور وقت کے تقاضہ کے پیش نظر چندہ تحریک جدید میں نمایاں اور معیاری اضافہ لازمی ہے۔ درج ذیل پروگرام کے مطابق نمائندہ تحریک جدید بغرض وصولی چندہ تحریک جدید و تشخیص بجٹ آپ کی جماعت میں پہنچ رہے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
بھدرواہ	۱۶ ۱۰/۸۶	۲	۱۸ ۱۰/۸۶	مانلو مینڈھر	۹ ۱۱/۸۶	۲	۱۱ ۱۱/۸۶
سرینگر	۱۹	۲	۲۱	اونگام / ترکپورہ	۱۱	۲	۱۳
اسلام آباد / بیج بہاڑہ	۲۱	۱	۲۲	ہاری پاری گام	۱۳	۱	۱۴
اندورہ	۲۲	۱	۲۳	سرینگر	۱۴	۱	۱۵
ناصر آباد	۲۳	۲	۲۵	پونچھ براستہ جموں	۱۵	۱	۱۶
شورت	۲۵	۲	۲۷	درہ دلیاں	۱۶	۱	۱۷
یاڑی پورہ / کاٹھ پورہ	۲۷	۲	۲۹	شیندرہ	۱۷	۱	۱۸
چک امیرچہ	۲۹	۱	۳۰	پٹھانہ تیر / سلوہ گورسائی	۱۸	۲	۲۰
ٹیونہ منی	۳۰	۱	۳۱	لوہار کمر کالابن	۲۰	۲	۲۲
آسنور کوریل	۳۱	۱	۱/۱۱	چارکوٹ	۲۲	۲	۲۴
رشی نگر مانو وجن	۱/۱۱	۷	۸	بڈھانوں	۲۴	۱	۲۵
کاکرن صوفین ناصنور	۸	۱	۹	قادیان	-	-	-

ولادت

مکرم ایم اے رشید صاحب حیدرآبادی بی کام۔ رجسٹرڈ ویلفیئر آفیسر نیم پسیکس کارڈنز (لندن) کو جو محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ حیدرآبادی کے بیٹے اور مکرم محمد صبغت اللہ صاحب بنگلور کے داماد ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ انہیں دوسرا بیٹا عطا ہوگا۔ چنانچہ ۱۳ ستمبر کو دوسرا بیٹا عطا ہوا۔ حالانکہ نومولود کی والدہ کی حالت قریب میں خطرناک ہو گئی تھی اور انہیں ہسپتال میں اسی وقت داخل کرانا پڑا تھا۔ احباب اس نومولود کے ہر طرح بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

اِداریہ ـ بقیہ صفحہ (۲)

اُنہوں نے بہت سے غریب مالکان کو بے دخل کیا۔ اور اُن کی زمینوں پر قبضہ کر لیا۔"

● ـــ "انہوں نے کاروباری طبقہ اور صنعت کاروں سے بھاری رقوم جمع کیں...... ٹھیکیداروں سے بھی بھاری رقوم بطور کمیشن وصول کیں۔"

● ـــ "ظلم و تشدد کے مترادف۔"

● ـــ "ایک شرابی، مجرمانہ ذہنیت کا حامل، رسّہ گیر، بحری قزاق ہے...... اس کے اہلیت کی بنیاد پر دوبارہ منتخب ہونے کا کوئی امکان نہیں...... وہ صرف پیپلز پارٹی کی زبردست حمایت سے ہی کامیاب ہو سکتا تھا۔"

واضح رہے کہ تہذیب اور شائستگی کے پیشِ نظر "قرطاسِ ابیض" کے اِن اقتباسات میں سے کئی غیر شائستہ اور غیر شریفانہ الفاظ کو عمداً حذف کر دیا گیا ہے۔ تاہم انتہائی محتاط پیرائے میں پیش کئے گئے یہ چند اقتباسات بھی اہلِ فہم پر اس حقیقت کو آشکار کر دیتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے جن پارلیمان مُفتیانِ دین نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اُن کا اپنا اخلاقی کردار کس حد تک، اسلامی تھا؟ اگر اِس قماش کے اربابِ حکومت کے فتوؤں پر ہی کسی کے مُسلم یا غیر مُسلم ہونے کا دارومدار ہو تو ایسا اسلام مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر شاہ فرید الحق اور اُن جیسے دُوسرے علماء ہی کو مبارک ہو۔ ہم تو

باز آئے ایسی محبت سے اُٹھا لو پاندان اپنا

(خورشید احمد انور)

عُلماء کا واویلا ـ بقیہ صفحہ اوّل

اُنہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ ساری دُنیا کے مُسلم ممالک کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اور اِس معاملہ میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۲ر جولائی ۱۹۸۶ء)

دُعائے مغفرت

افسوس! ہمارے ماموں جان مکرم میر عطاء الرحمٰن ممتاز احمد صاحب ابن مکرم بی سعید دستگیر صاحب مرحوم آف شیموگہ کا مورخہ ۲۳ر اگست ۱۹۸۶ء کی رات دس بجے انتقال ہو گیا۔ اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت ہی منکسر المزاج اور شائستہ اخلاق کے مالک تھے۔ بروزِ وفات نمازِ عشاء کے لئے وضو کی تیاری کرنے لگے تو یکایک خون کی قے ہوئی۔ فوراً ہسپتال پہنچایا گیا جہاں بر وقت طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے صرف ایک بیٹی کی شادی ہوئی ہے۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات اور مرحوم کے بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار منصور محمود احمد نوجوان شیموگہ۔

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود)

THE JANTA
PHONE: 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ... کلکتہ

SUNRISE RUBBER PRODUCTS.
... ROAD. CALCUTTA - 700039.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۴- خورشید کلاتھ مارکیٹ عیدگاہ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر: ۶۱۰۰۶۹

ہر قسم اور ہر ماڈل کی
موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004
PHONE 76360
74350

آٹو ونگس

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکش: گرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- SARA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS

SHOE MARKET, NAYAPOOL, HYDERABAD-500002

PHONE NO. 522860.

ارشادِ نبوی ﷺ

عَفْوُ الْمُلُوْكِ اِبْقَآءٌ لِلْمُلْكِ

بخشش بادشاہوں کی بادشاہت باقی رکھنے کا سبب ہے

—(محتاجِ دُعا)—

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)	گڈلک الیکٹرانکس انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ہر ایک نیکی کی جڑ اتقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:- ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE - 670001

H.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)

PHONE:- PAYANGADI-12. CANNANORE - 4498.

حیدرآباد میں　　فون نمبر - 42301

بیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد۔ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۲۰/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

فون نمبر: - ۴۲۹۱۶

"ایمان بغیر اعمالِ صالحہ کے ادھورا ایمان ہے!"

(الحکم ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ایئر شیپ ہوائی چپل نیزر ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!